ماہنامہ خالد

احمدی نوجوانوں کیلئے

دسمبر 2006ء

مدیر

طارق محمود طاہر

جلسہ سالانہ احاطہ بیت اقصیٰ 1983ء
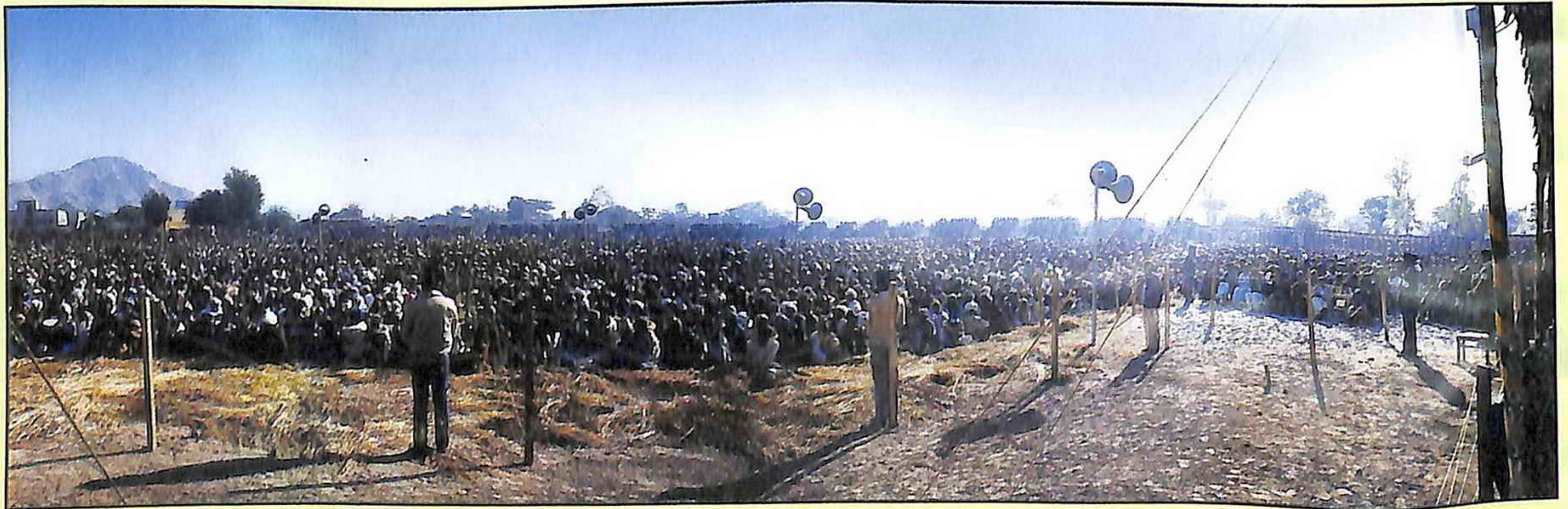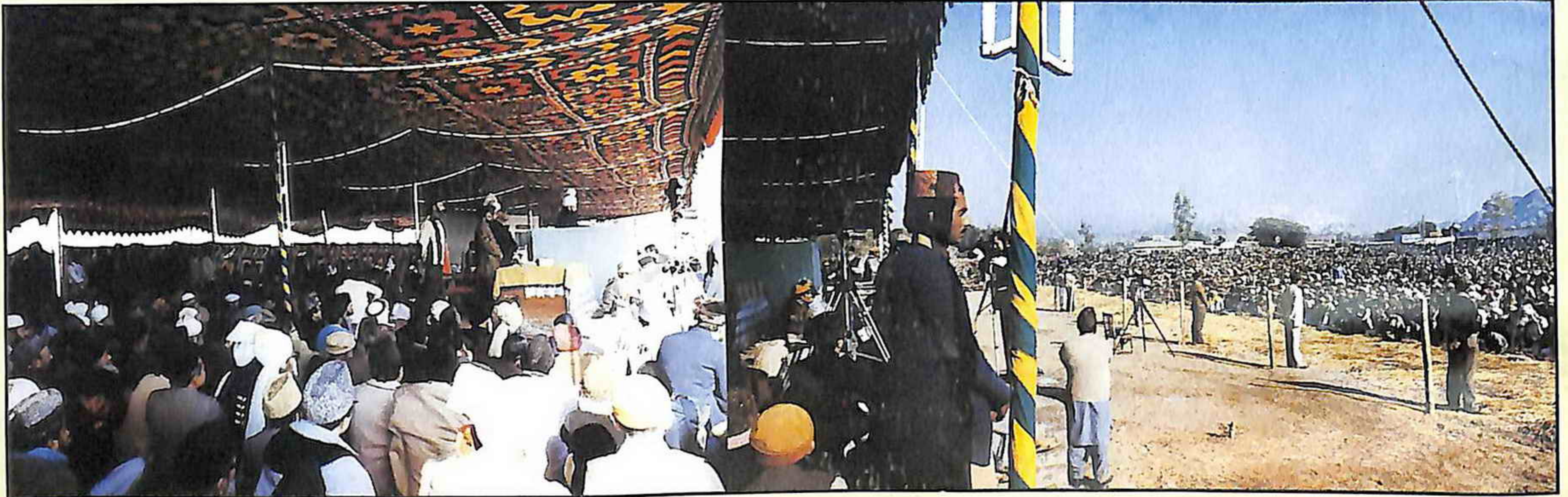
مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ پاکستان

حضور انور نے ازرہ شفقت درج ذیل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ پاکستان برائے سال 2007-2006ء کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔

خاکسار
فرید احمد نوید
صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

نام	عہدہ
مکرم اکبر احمد صاحب	نائب صدر اوّل
مکرم مدثر احمد صاحب	نائب صدر دوئم
مکرم نصیب احمد صاحب	معتمد
مکرم ڈاکٹر محمد عامر خان صاحب	مہتمم خدمت خلق
مکرم محمد آصف مجید صاحب	مہتمم تربیت
مکرم مرزا فضل احمد صاحب	مہتمم تربیت نومبائعین
مکرم سلمان رضی بخاری صاحب	مہتمم مال
مکرم قیصر محمود صاحب	مہتمم تعلیم
مکرم اسداللہ غالب صاحب	مہتمم عمومی
مکرم خواجہ سعادت احمد صاحب	ایڈیشنل مہتمم عمومی
مکرم مظفر احمد قمر صاحب	مہتمم صحت جسمانی
مکرم مرزا عدیل احمد صاحب	مہتمم وقار عمل
مکرم سید میر محمود احمد صاحب	مہتمم صنعت وتجارت
مکرم سید ناصر داؤد صاحب	مہتمم تحریک جدید
مکرم امین الرحمٰن صاحب	مہتمم اصلاح وارشاد
مکرم مشہود احمد ذیشان صاحب	مہتمم تجنید
مکرم مشہود احمد صاحب	مہتمم امور طلباء
مکرم اسفندیار منیب صاحب	مہتمم اشاعت
مکرم حافظ اعجاز احمد صاحب	مہتمم اطفال
مکرم حافظ خالد افتخار صاحب	مہتمم مقامی
مکرم افتخار اللہ سیال صاحب	محاسب
مکرم حافظ محمد ظفر اللہ صاحب	معاون صدر
مکرم ریحان احمد ملک صاحب	معاون صدر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احمدی نوجوانوں کے لئے

ماہنامہ

خالد

دسمبر 2006ء
فتح 1385ہش

جلد 53
شمارہ نمبر 12

monthlykhalid52@yahoo.com

اس شمارے میں

کمپوزنگ: اقبال احمد زبیر   پبلشر: قمر احمد محمود   مینیجر: عزیز احمد   پرنٹر: سلطان احمد ڈوگر

مطبع: ضیاء الاسلام پریس چناب نگر (ربوہ)   مقام اشاعت: ایوان محمود دار الصدر جنوبی   قیمت ۱۰ روپے ۔۔۔۔ سالانہ ۱۰۰

Ph: +92 47 6212349 - 6215415 - 6212685   Fax: +92 47 6213091

یُحَدِّثُهُم بِدَرَجَاتِهِم فِی الْجَنَّةِ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

ترجمہ: ''اور جب جنت قریب کر دی جائے گی'' (سورۃ التکویر:14)

رسالہ الوصیت کی اشاعت سے، جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نظام وصیت کا اجرا فرمایا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی، جو صحیح مسلم کی روایت میں موجود ہے کہ

یُحَدِّثُهُم بِدَرَجَاتِهِم فِی الْجَنَّةِ

(مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال)

یعنی مسیح موعودؑ اپنی جماعت کے لوگوں سے ان کے درجات جو جنت میں ان کو عنایت ہوں گے بیان کریگا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ برطانیہ 2004ء کے اختتامی اجلاس میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مختلف ارشادات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''اللہ تعالیٰ کا قرب پانے اور انجام بخیر حاصل کرنے کے لئے ایک اور ذریعہ بھی ہے جو تمہیں نیکیوں پر قائم رہنے اور اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے میں مددگار ہوگا بلکہ انتہائی اہم نسخہ ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت کے سامان بھی پیدا ہو رہے ہوں گے اور حقوق العباد ادا کرنے کے سامان بھی پیدا ہو رہے ہوں گے اور وہ ہے نظام وصیت۔ اس کی اہمیت کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ:

''تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے۔ ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اُس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں۔ وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں اُن کے لئے موقع ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پاویں۔''

(الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 308،309)

پس آپ نے وصیت کا نظام جاری کرتے ہوئے یہ خوشخبری بھی دی ہے کہ یہ نظام خدا تعالیٰ کا قرب پانے کا ایک ذریعہ ہے اور اسلئے اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں خدا تعالیٰ سے خاص انعام ملے تو اس نظام میں شامل ہو جاؤ اور اس دروازے میں داخل ہو جاؤ۔''

(الفضل انٹرنیشنل 29 جولائی تا 11 اگست 2005ء)

مشعل راہ

دنیا کی فانی چیزوں کو چھوڑ کر خدا کی رضا کے لئے کوشش کریں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے یکم ستمبر 2006ء کے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں:

''یہ موت فوت کا عمل تو انسان کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ جو اس دنیا میں آئے گا اس نے جانا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے .... یعنی ہر چیز جو اس زمین پر ہے وہ فانی ہے اور آگے فرمایا کہ .... (الرحمٰن: 28) اور صرف تیرے ربّ کی ذات باقی رہنے والی ہے جو جلال اور اکرام والی ہے۔ پس دنیا میں جو آیا اس نے چلے جانا ہے، کسی نے پہلے، کسی نے بعد۔ کسی نے لمبی عمر پا کر، کسی نے جلدی۔ پس خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو ذوالجلال والاکرام خدا سے چمٹے رہتے ہیں اور اس کی پناہ میں آجاتے ہیں۔ اس کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور پچھلوں کے لئے بھی یہ نمونہ چھوڑ کر جاتے ہیں کہ دنیا کی فانی چیزوں کے پیچھے نہ دوڑنا بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرنا۔ اگر یہ تمہیں مل گئی تو تمہیں دونوں جہان کی نعمتیں مل گئیں۔ وہ اپنے عمل سے اپنے پیچھے رہنے والوں کو، اپنی نسلوں کو یہ سبق دے کر جاتے ہیں کہ ہم نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کی تا کہ اللہ تعالیٰ کے اُس انعام کے مصداق ٹھہریں جس نے فرمایا ہے کہ .... (البقرۃ: 113) یعنی جو بھی اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دے اور وہ احسان کرنے والا ہو تو اس کا اجر اس کے رب کے پاس ہے۔ پس ایسے لوگ جو اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دیتے ہیں اس دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کے انعاموں سے حصہ لیتے ہیں اور آخرت میں بھی انشاء اللہ حصہ لیں گے۔''

بڑے درد سے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ ان ظالموں سے ملک کو پاک کرے اور اس ملک کو بچالے

''آج احمدیوں کی ملک میں کوئی نہیں سنتا، قانون ان کی حفاظت نہیں کرتا۔ اس لئے ان کو (......) کر کے ان کے خیال میں قتل کر کے جتنا ثواب کمانا ہے کمالو۔ لیکن ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ احمدیت کی راہ میں بہایا ہوا یہ خون تو کبھی ضائع نہیں جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے تو اس طرح جان قربان کرنے والوں کو زندہ کہا ہے۔ پس جو اللہ تعالیٰ کی خاطر مرتے ہیں وہ زندہ ہیں اور ہمیشہ زندہ رہیں گے اور ان کے دشمنوں سے اللہ تعالیٰ خود ہی بدلہ بھی لے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (......) کا خون کبھی

رائیگاں نہیں جاتا۔ اللہ تعالیٰ ظالموں کو کیفر کردار تک پہنچائے۔ ملک میں رہنے والوں کی آنکھیں کھولے۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دیکھتے ہیں اور پھر بھی ان لوگوں کو عقل نہیں آتی۔ آج اگر ملک بچا ہوا ہے تو احمدیوں کی وجہ سے بچا ہوا ہے۔ اس لئے احمدی بڑے درد سے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ ان ظالموں سے ملک کو پاک کرے اور اس ملک کو بچالے۔''

کسی بھائی کے گھر میں ماتم پر برادرانہ ہمدردی

''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ایک سوال پیش ہوا کہ کیا یہ جائز ہے کہ جب کارِ قضا کسی بھائی کے گھر میں ماتم ہو جائے یعنی کوئی فوت ہو جائے تو دوسرے دوست اپنے گھر میں اس کا کھانا تیار کریں۔ فرمایا نہ صرف جائز بلکہ برادرانہ ہمدردی کے لحاظ سے یہ ضروری ہے کہ ایسا کیا جاوے۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 233 جدید ایڈیشن)

مجھے یہ پتہ چلا ہے کہ یہاں اس طرف پوری توجہ نہیں دی جاتی۔ ہمسایوں کی کوشش ہوتی ہے کہ جماعتی انتظام کے تحت لنگر میں جو کھانا پکتا ہے وہیں سے آجائے۔ اگر تو ہمسائے نہ ہوں پھر تو جماعت کا فرض ہے کرتی ہے اور کرنا چاہئے۔ لیکن اگر ارد گرد احمدی ہمسائے رہتے ہوں تو ان کو اپنے فرض کو ادا کرنا چاہئے۔ اور اس طرف خاص توجہ دیں۔ اور دنیا میں ہر جگہ جماعت کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے۔''

خدام الاحمدیہ کی ذمہ داری

''جنازے میں شامل ہونے کے بارے میں روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ ثواب کی نیت سے جاتا ہے اور اس کے دفن ہونے تک ساتھ رہتا ہے تو وہ دو قیراط اجر لے کر واپس لوٹتا ہے۔ اور ہر قیراط اُحد پہاڑ کے برابر سمجھو اور جو شخص دفن ہونے سے پہلے واپس آجاتا ہے تو وہ صرف ایک قیراط کا ثواب پاتا ہے۔ (بخاری کتاب الایمان باب اتباع الجنائز من الایمان)

اس طرف بھی توجہ کرنی چاہئے۔ خاص طور پر ربوہ میں، مَیں نے پہلے بھی اس طرف توجہ دلائی تھی کہ جس محلے میں کوئی احمدی وفات پا جاتا ہے تو اس محلے کے لوگوں کا فرض ہے کہ اس جنازے کے ساتھ جایا کریں لیکن باہر سے موصیان کے جنازے ربوہ میں آتے ہیں تو ان کے لئے وہاں جماعتی طور پر انتظام ہونا چاہئے۔ خدام الاحمدیہ کو بھی انتظام کرنا چاہئے کہ جنازے میں کافی لوگ شامل ہوا کریں۔''

(الفضل انٹرنیشنل 22 تا 28 ستمبر 2006ء)

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
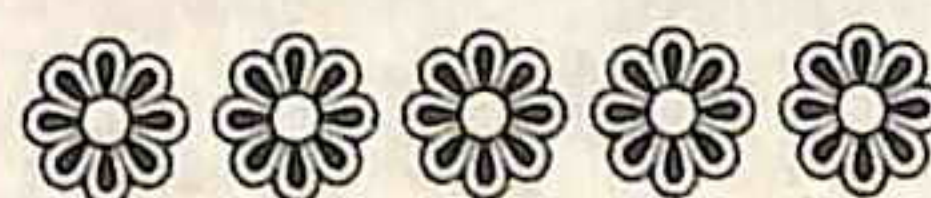
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بے مثال صبر واستقامت

حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کی روشنی میں

(مکرم عبدالرحمٰن صاحب۔ گوجرہ)

استقامت ایک معجزہ

''انبیاء علیہم السلام پر جو مصیبتیں آتی ہیں اگر ان کا عشرعشیر بھی ان کے غیر پر وارد ہو تو اس میں زندگی کی طاقت باقی نہ رہے۔ یہ لوگ جب دنیا میں بغرض اصلاح آتے ہیں تو ان کی کل دنیا دشمن ہو جاتی ہے لاکھوں آدمی ان کے خون کے پیاسے ہوتے ہیں لیکن یہ خطرناک دشمن بھی ان کے اطمینان میں خلل انداز نہیں ہو سکتے۔ اگر ایک شخص کا ایک دشمن بھی ہو تو وہ کسی لمحہ بھی اس کے شر سے امن میں نہیں رہتا چہ جائیکہ ملک کا ملک ان کا دشمن ہو اور پھر یہ لوگ باامن زندگی بسر کریں ان تمام تلخ کامیوں کو ٹھنڈے دل سے برداشت کرلیں۔ یہ برداشت ہی معجزہ و کرامت ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی استقامت ان کے لاکھوں معجزوں سے بڑھ کر ایک معجزہ ہے کل قوم کا ایک طرف ہونا۔ دولت، سلطنت، دنیوی وجاہت، حسینہ جمیلہ بیویاں وغیرہ سب کچھ کے لالچ قوم کا اس شرط پر دینا کہ وہ اعلائے کلمۃ اللہ...... سے رک جاویں لیکن ان سب کے مقابل جناب رسالت مآب کا قبول نہ کرنا اور فرمانا کہ میں اگر اپنے نفس سے کرتا تو یہ سب باتیں قبول کرتا۔ میں تو حکمِ خدا کے ماتحت یہ سب کچھ کر رہا ہوں اور پھر دوسری طرف سب تکالیف کی برداشت کرنا یہ ایک فوق الطاقت معجزہ ہے۔'' (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 46)

دکھوں اور تکالیف میں کامل راستباز کا نمونہ

''وہ مصیبتوں کا زمانہ جو ہمارے نبیؐ پر تیرہ برس تک مکہ معظّمہ میں شامل حال رہا۔ اس زمانہ کی سوانح پڑھنے سے نہایت واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ نے وہ اخلاق جو مصیبتوں کے وقت کامل راستباز کو دکھلانے چاہئیں یعنی خدا پر توکل رکھنا اور جزع فزع سے کنارا کرنا اور اپنے کام میں سست نہ ہونا اور کسی کے رعب سے نہ ڈرنا ایسے طور پر دکھلا دیئے جو کفار ایسی استقامت کو دیکھ کر ایمان لائے اور شہادت دی کہ جب تک کسی کا پورا بھروسہ خدا پر نہ ہو تو اس استقامت اور اس طور سے دکھوں کی برداشت نہیں کر سکتا۔''

(اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 447)

آنحضرتؐ کا عظیم صبر واستقامت

ہمارے نبی کریمؐ کو دیکھو کہ جب مکہ والوں نے آپؐ کو نکالا اور تیرہ برس تک ہر قسم کی تکلیفیں آپؐ کو پہنچاتے رہے۔ آپؐ کے صحابہؓ کو سخت سخت تکلیفیں دیں۔ جن کے تصور سے بھی دل کانپ جاتا ہے اور اس وقت جیسے صبر اور برداشت سے آپؐ نے کام لیا وہ ظاہر بات ہے۔''

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 118)

انبیاء کی صداقت۔اوائل میں دکھ اور تکالیف کا پہنچنا

''انبیاء علیہم السلام کو دیکھو۔اوائل میں کس قدر دکھ ملتے ہیں۔رسول اللہؐ ہی کی طرف دیکھو کہ آپ کو مکی زندگی میں کس قدر دکھ اٹھانے پڑے۔طائف میں جب آپ گئے تو اس قدر آپ کے پتھر مارے کہ خون جاری ہو گیا۔تب آپؐ نے فرمایا کہ کیسا وقت ہے۔میں کلام کرتا ہوں اور لوگ منہ پھیر لیتے ہیں اور کہا کہ اے میرے رب میں اس دکھ پر صبر کروں گا جب تک کہ تو راضی ہو جاوے۔''

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 298)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عالی حوصلگی اور استقامت

یادرکھو مومنوں کا ایلام برنگ انعام ہو جاتا ہے۔اور اس سے عوام کو حصہ نہیں دیا جاتا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیرہ سالہ زندگی جو مکہ میں گذری۔اس میں جس قدر مصائب اور مشکلات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آئیں ہم توان کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔دل کانپ اٹھتا ہے جب ان کا تصور کرتے ہیں۔اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عالی حوصلگی، فراخ دلی، استقلال اور عزم واستقامت کا پتہ لگتا ہے۔کیسا کوہ وقار انسان ہے کہ مشکلات کے پہاڑ ٹوٹے پڑتے ہیں۔مگر اس کو ذرا بھی جنبش نہیں دے سکتے۔وہ اپنے منصب کے ادا کرنے میں ایک لمحہ سست اور غمگین نہیں ہوا۔وہ مشکلات اس کے ارادے کو تبدیل نہیں کر سکیں۔بعض لوگ غلط فہمی سے کہہ اٹھتے ہیں کہ آپؐ تو خدا کے حبیب مصطفیٰ اور مجتبیٰ تھے۔پھر یہ مصیبتیں اور مشکلات کیوں آئیں؟ میں کہتا ہوں کہ پانی کے لئے جب تک زمین کو کھودا نہ جاوے، اس کا جگر پھاڑا نہ جاوے، وہ کب نکل سکتا ہے۔کتنے ہی گز گہرا زمین کو کھودتے چلے جائیں تب کہیں جا کر خوشگوار پانی نکلتا ہے جو مایۂ حیات ہوتا ہے۔اسی طرح وہ لذت جو خدا تعالیٰ کی راہ میں استقلال اور ثبات قدم دکھانے سے نہیں ملتی جب تک ان مشکلات اور مصائب میں سے ہو کر انسان نہ گزرے۔وہ لوگ جو اس کوچہ سے بے خبر ہیں وہ ان مصائب کی لذت سے کب آشنا ہو سکتے ہیں اور کب اسے محسوس کر سکتے ہیں۔انہیں کیا معلوم ہے کہ جب آپؐ کو کوئی تکلیف پہنچتی تھی اندر سے ایک سرور اور لذت کا چشمہ پھوٹ نکلتا تھا۔خدا پر توکل اس کی محبت اور نصرت پر ایمان پیدا ہوتا تھا۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 516-517)

تمام راستبازوں میں بے نظیر

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ میں خود سبقت کر کے ہرگز تلوار نہیں اٹھائی بلکہ ایک زمانہ دراز تک کفار کے ہاتھ سے دُکھ اٹھایا اور اس قدر صبر کیا جو ہر ایک انسان کا کام نہیں اور ایسا ہی آپ کے اصحاب بھی اسی اعلیٰ اصول کے پابند رہے اور جیسا کہ اُن کو حکم دیا گیا تھا کہ دُکھ اٹھاؤ اور صبر کرو ایسا ہی انہوں نے صدق اور صبر دکھایا۔وہ پیروں کے نیچے کچلے گئے۔انہوں نے دم نہ مارا۔اُن کے بچے ان کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے وہ آگ اور پانی کے ذریعے سے عذاب دیئے گئے مگر وہ شر کے مقابلہ سے

ایسے باز رہے کہ گویا وہ شیر خوار بچے ہیں۔ کون ثابت کر سکتا ہے کہ دنیا میں تمام نبیوں کی امتوں میں سے کسی ایک نے بھی باوجود قدرت انتقام ہونے کے خدا کا حکم سن کر ایسا اپنے تئیں عاجز اور مقابلہ سے دستکش بنالیا جیسا کہ انہوں نے بنایا؟ کس کے پاس اس بات کا ثبوت ہے کہ دنیا میں کوئی اور بھی ایسا گروہ ہوا ہے۔ جو باوجود بہادری اور جماعت اور قوت بازو اور طاقت مقابلہ اور پائے جانے تمام لوازم مردمی اور مردانگی کے پھر خونخوار دشمن کی ایذا اور زخم رسانی پر تیرہ برس تک برابر صبر کرتا رہا؟ ہمارے سید و مولیٰ اور آپ کے صحابہ کا یہ صبر کسی مجبوری سے نہیں تھا۔ بلکہ اس صبر کے زمانہ میں بھی آپ کے جاں نثار صحابہ کے وہی ہاتھ اور بازو تھے جو جہاد کے حکم کے بعد انہوں نے دکھائے اور بسا اوقات ایک ہزار جوان نے مخالف کے ایک لاکھ سپاہی نبرد آزما کو شکست دے دی۔ ایسا ہوا تا لوگوں کو معلوم ہو کہ جو مکہ میں دشمنوں کی خون ریزیوں پر صبر کیا گیا تھا اس کا باعث کوئی بزدلی اور کمزوری نہیں تھی بلکہ خدا کا حکم سن کر انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے تھے اور بکریوں اور بھیڑوں کی طرح ذبح ہونے کو طیار ہو گئے تھے۔ بیشک ایسا صبر انسانی طاقت سے باہر ہے اور گو ہم تمام دنیا اور تمام نبیوں کی تاریخ پڑھ جائیں تب بھی ہم کسی امت میں اور کسی نبی کے گروہ میں یہ اخلاق فاضلہ نہیں پاتے۔

اور اگر پہلوں میں سے کسی کے صبر کا قصہ بھی ہم سنتے ہیں تو فی الفور دل میں گذرتا ہے کہ قرائن اس بات کو ممکن سمجھتے ہیں کہ اس صبر کا موجب دراصل بزدلی اور عدم قدرت انتقام ہو مگر یہ بات کہ ایک گروہ جو در حقیقت سپاہیانہ ہنر اپنے اندر رکھتا ہو اور بہادر اور قوی دل کا مالک ہو اور پھر وہ دُکھ دیا جائے اور اس کے بچے قتل کئے جائیں اور اُس کو نیزوں سے زخمی کیا جائے مگر پھر بھی وہ بدی کا مقابلہ نہ کرے۔ یہ وہ مردانہ صفت ہے جو کامل طور پر یعنی تیرہ برس برابر ہمارے نبی کریم اور آپ کے صحابہ سے ظہور میں آئی ہے۔ اس قسم کا صبر جس میں ہر دم سخت بلاؤں کا سامنا تھا جس کا سلسلہ تیرہ برس کی دراز مدت تک لمبا تھا در حقیقت بے نظیر ہے اور اگر کسی کو اس میں شک ہو تو ہمیں بتلاوے کہ گذشتہ راستبازوں میں اس قسم کے صبر کی نظیر کہاں ہے؟"

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد۔ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 10-11)

انبیاء میں سب سے زیادہ صبر دکھانے والے

"قوم کی طرف سے تکالیف اور ایذا رسانی میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی جاتی تھی اور ادھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صبر اور استقلال کی ہدایت ہوتی تھی اور بار بار حکم ہوتا تھا کہ جس طرح پہلے نبیوں نے صبر کیا ہے تو بھی صبر کر اور آنحضرتؐ کمال صبر کے ساتھ ان تکالیف کو برداشت کرتے تھے اور تبلیغ میں سست نہ ہوتے تھے بلکہ قدم آگے ہی پڑتا تھا۔ اور اصل یہ ہے کہ آنحضرتؐ کا صبر پہلے نبیوں کا سا نہ تھا کیونکہ وہ تو ایک محدود قوم کیلئے مبعوث ہو کر آئے تھے۔ اس لئے ان کی تکالیف اور ایذا رسانیاں بھی اسی حد تک محدود ہوتی تھیں۔ لیکن اس کے مقابلہ میں آنحضرتؐ کا صبر بہت ہی بڑا تھا۔" (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 153)

صبر واستقلال کے طفیل فتح کے نظارے

''آنحضرتؐ کے حالات پر ذرا نظر ڈالو۔ آپؐ کے زمانے میں کیسی مشکلات کا سامنا تھا۔ مگر آپؐ کے اور آپؐ کے صحابہؓ کے وفا، صدق، صبر اور استقامت نے کیا کچھ کر دکھایا۔ یقیناً جانو کہ اگر کروڑ توپ بھی ہوتی جب بھی یہ کام جو اُن لوگوں کے ایمان، صدق، صبر اور استقلال نے کر دکھایا ہرگز ہرگز نہ کر سکتی۔ دیکھو آپؐ کے پاس نہ کوئی فوج تھی نہ توپیں تھیں نہ سپاہی تھے مگر اللہ تعالیٰ نے کیسی تائید کی کہ بڑے بڑے لوگ خس وخاشاک کی طرح فتح ہوتے چلے گئے۔''

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 461)

صبر ترقی کا بہترین ذریعہ

''اس جماعت میں جب داخل ہوئے ہو تو اس کی تعلیم پر عمل کرو۔ اگر تکالیف نہ پہنچیں تو پھر ثواب کیونکر ہو۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں تیرہ (۱۳) برس دکھ اٹھائے تم لوگوں کو اس زمانے کی تکالیف کی خبر نہیں اور نہ وہ تم کو پہنچیں ہیں مگر آپ نے صحابہؓ کو صبر ہی کی تعلیم دی۔ آخر کار سب دشمن فنا ہو گئے۔ ایک زمانہ قریب ہے کہ تم دیکھو گے کہ یہ شریر لوگ بھی نظر نہ آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ اس پاک جماعت کو دنیا میں پھیلائے۔ اب اس وقت یہ لوگ تمہیں تھوڑے دیکھ کر دکھ دیتے ہیں مگر جب یہ جماعت کثیر ہو جائے گی تو یہ سب خود ہی چپ ہو جائیں گے۔ اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو یہ لوگ دکھ نہ دیتے اور دکھ دینے والے پیدا نہ ہوتے مگر خدا تعالیٰ ان کے ذریعہ سے صبر کی تعلیم دینا چاہتا ہے۔''

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 543)

❀❀❀❀❀❀
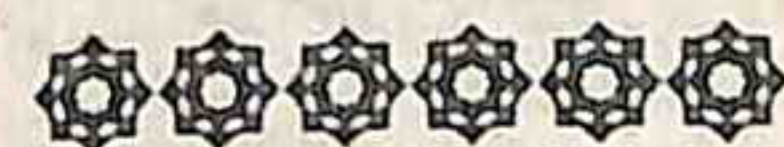
لمبی عمر پانے کا نسخہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''دوسروں کے لئے دعا کرنے میں ایک عظیم الشان فائدہ یہ بھی ہے کہ عمر دراز ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ وعدہ کیا ہے کہ جو لوگ دوسروں کو نفع پہنچاتے ہیں اور مفید وجود ہوتے ہیں، انکی عمر دراز ہوتی ہے جیسا کہ فرمایا:

اَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ

(الرعد:18) اور دوسری قسم کی ہمدردیاں چونکہ محدود ہیں، اس لئے خصوصیت کیساتھ جو خیر جاری قرار دی جاسکتی ہے وہ یہی دعا کی خیر جاری ہے جبکہ خیر کا نفع کثرت سے ہے تو اس آیت کا فائدہ ہم سب سے زیادہ دعا کے ساتھ اٹھا سکتے ہیں اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ جو دنیا میں خیر کا موجب ہوتا ہے اس کی عمر دراز ہوتی ہے اور جو شر کا موجب ہوتا ہے وہ جلدی اٹھا لیا جاتا ہے۔ کہتے ہیں شیر سنگھ چڑیوں کو زندہ پکڑ کر آگ پر رکھا کرتا تھا۔ وہ دو برس کے اندر ہی مارا گیا۔ پس انسان کو لازم ہے کہ وہ خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاسَ بننے کے واسطے سوچتا رہے اور مطالعہ کرتا رہے۔ جیسے طبابت میں حیلہ کام آتا ہے۔ اسی طرح نفع رسانی اور خیر میں بھی حیلہ ہی کام دیتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ انسان ہر وقت اس تاک اور فکر میں لگا رہے کہ کس راہ سے دوسرے کو فائدہ پہنچا سکتا ہے۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 353)

(مرسلہ: طاہر خان۔ محمود آباد کراچی)

سیرت حضرت مسیح موعودؑ

معجزہ شفاء الامراض

(مکرم سرفراز احمد صاحب۔ کنری میرپورخاص)

اَمْرَاضُ النَّاسِ وَبَرَکَاتُہٗ

اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو الہاماً بتایا:

اَمْرَاضُ النَّاسِ وَبَرَکَاتُہٗ

(براہین احمدیہ چہار حصص۔ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 620)

حضرت مسیح موعودؑ اس کے متعلق فرماتے ہیں:-

''یہ خدا کا قول ہے کہ تیرے ذریعہ سے مریضوں پر برکت نازل ہوگی روحانی اور جسمانی دونوں قسم کے مریضوں پر مشتمل ہے۔ روحانی طور پر اس لئے کہ مَیں دیکھتا ہوں کہ میرے ہاتھ پر ہزارہا لوگ بیعت کرنے والے ایسے ہیں کہ پہلے ان کی عملی حالتیں خراب تھیں اور پھر بیعت کرنے کے بعد ان کے عملی حالات درست ہوگئے اور طرح طرح کے معاصی سے انہوں نے توبہ کی اور نماز کی پابندی اختیار کی اور مَیں صدہا ایسے لوگ اپنی جماعت میں پاتا ہوں کہ جن کے دلوں میں یہ سوزش اور تپش پیدا ہوگئی ہے کہ کس طرح وہ جذبات نفسانیہ سے پاک ہوں اور جسمانی امراض کی نسبت میں نے بارہا مشاہدہ کیا ہے کہ اکثر خطرناک امراض والے میری دعا اور توجہ سے شفایاب ہوئے ہیں۔''

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 87,86)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:-

''میں یقیناً کہتا ہوں کہ اس معجزہ شفاء الامراض کے بارے میں کوئی شخص روئے زمین پر میرا مقابلہ نہیں کرسکتا اور اگر مقابلہ کا ارادہ کرے تو خدا اس کو شرمندہ کرے گا۔ کیونکہ یہ خاص طور پر مجھ کو موہبت الٰہی ہے جو معجزانہ نشان دکھلانے کے لئے عطا کی گئی ہے مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ ہر ایک بیمار اچھا ہوجائے گا بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ اکثر بیماروں کو میرے ہاتھ پر شفا ہوگی۔''

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 91)

آپؑ مزید فرماتے ہیں:-

''دعا ایسی چیز ہے کہ خشک لکڑی کو بھی سرسبز کرسکتی ہے اور مردہ کو زندہ کرسکتی ہے۔''

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 100)

احیاء موتےٰ کی حقیقت

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:-

''ایک دفعہ میرا چھوٹا لڑکا مبارک احمد بیمار ہو گیا۔ غشی پر غشی پڑتی تھی اور میں اُس کے قریب مکان میں دعا میں مشغول تھا اور کئی عورتیں اُس کے پاس بیٹھی تھیں کہ یک دفعہ ایک عورت نے پکار کر

کہا کہ اب بس کرو۔ کیونکہ لڑکا فوت ہو گیا۔ تب میں اس کے پاس آیا اور اس کے بدن پر ہاتھ رکھا اور خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کی تو دو تین منٹ کے بعد لڑکے کو سانس آنا شروع ہو گیا اور نبض بھی محسوس ہوئی اور لڑکا زندہ ہو گیا۔ تب مجھے خیال آیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا احیاء موتے بھی اسی قسم کا تھا اور پھر نادانوں نے اس پر حاشیے چڑھا دیے۔''

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 265)

ایک ہندو آریہ کا واقعہ

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

''ایک ہندو آریہ باشندہ اسی جگہ کا طالب علم مدرسہ قادیان جس کی عمر بیس یا بائیس برس کی ہوگی کہ جو ابھی تک اس جگہ موجود ہے۔ ایک مدت سے بہ مرض دق مبتلا تھا۔ اور رفتہ رفتہ اس کی مرض انتہا کو پہنچ گئی اور آثار مایوسی کے ظاہر ہو گئے۔ ایک دن وہ میرے پاس آ کر اور اپنی زندگی سے ناامید ہو کر بہت بیقراری سے رویا۔ میرا دل اُس کی عاجزانہ حالت پر پگھل گیا۔ اور مَیں نے حضرت احدیت میں اس کے حق میں دعا کی۔ چونکہ حضرت احدیت میں اس کی صحت مقدر تھی اس لئے دعا کرنے کے ساتھ ہی یہ الہام ہوا۔ قُلْنَا یَانَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا یعنی ہم نے تپ کی آگ کو کہا کہ تو سرد اور سلامتی ہو جا۔ چنانچہ اُسی وقت اُس ہندو اور نیز کئی اور ہندوؤں کو کہ جو اَب تک اس قصبہ میں موجود ہیں اور اس جگہ کے باشندہ ہیں اس الہام سے اطلاع دی گئی اور خدا پر کامل بھروسہ کر کے دعویٰ کیا گیا کہ وہ ہندو ضرور صحت پا جائے گا اور اس بیماری سے ہرگز نہیں مرے گا۔ چنانچہ بعد اس کے ایک ہفتہ نہیں گزرا ہو گا کہ ہندو مذکور اُس جاں گداز مرض سے بکلی صحت پا گیا۔

والحمدللہ علی ذالک''

(براہین احمدیہ ہر چہار حصص۔ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 252-253)

اہلیہ حضرت مفتی فضل الرحمٰن صاحب کا واقعہ

حضرت مفتی فضل الرحمٰن صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے بھتیجے تھے اور حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ خاص محبت رکھتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے حضورؑ کے مشورہ کے ماتحت اپنی لڑکی حفصہ کا رشتہ حضرت مفتی صاحب سے کر دیا۔

چنانچہ شادی کے کچھ عرصہ بعد ''عزیز عبدالحفیظ کی تولید پر جب حفصہ کو موسم سرما میں کزاز یعنی ٹیٹی نس (Tetnus) ہوا (جس مرض سے ان ایام میں بہت سی عورتیں تلف ہوئی تھیں)

تو جب نماز مغرب کے بعد مفتی صاحب نے جا کر حضور سے عرض کیا کہ اس کی گردن میں کچھ درد اور کشش ہے۔ تو فوراً فرمایا کہ یہ تو کزاز کا ابتدا ہے۔ مولوی صاحب کو بتلاؤ۔ مفتی صاحب نے کہا کہ انہوں نے حب شفا بتلائی

ہے۔ تو فوراً خود تشریف لے آئے اور مریضہ کو خود آ کر دیکھا تو فرمایا: دس رتی ہینگ دے دو اور ایک گھنٹہ کے بعد اطلاع دو۔ جب مفتی صاحب نے جا کر اطلاع دی کہ کچھ افاقہ نہیں ہوا تو فرمایا دس رتی کونین دے دو۔ اور ایک گھنٹہ کے بعد اطلاع دو۔ پھر کہا گیا کہ کوئی افاقہ نہیں۔ فرمایا دس رتی مشک دے دو۔ اور مشک اپنے پاس سے دیا۔ گھنٹہ کے بعد عرض کیا کہ مرض بڑھ رہا ہے۔ فرمایا دس تولہ کسٹرائل دے دو۔ کسٹرائل دینے کے بعد مریضہ کو سخت قے ہوئی اور حالت نازک ہوگئی۔ سانس اکھڑ گیا۔ آنکھیں پتھرا گئیں۔ مفتی صاحب بھاگے ہوئے گئے فوراً حضور نے پاؤں کی آہٹ سن کر دروازہ کھولا۔ عرض کیا گیا۔ فرمایا! دنیا کے اسباب کے جتنے ہتھیار تھے وہ ہم چلا چکے ہیں۔ اس وقت کیا وقت ہے؟ عرض کیا گیا۔ بارہ بج چکے ہیں۔ تم جاؤ میرے پاس صرف ایک دعا کا ہتھیار باقی ہے۔ میں اس وقت سر اٹھاؤں گا جب وہ اچھی ہو جاوے گی۔ چنانچہ مفتی صاحب کا ایمان دیکھو کہ گھر میں آ کر الگ کمرہ میں چارپائی ڈال کر سو رہے کہ وہ جانے اور اس کا خدا۔ مجھے اب کیا فکر ہے۔ مفتی صاحب کہتے ہیں کہ جب صبح میری آنکھ کھلی تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ برتنوں کو درست کر رہی ہے میں نے پوچھا کیا حال ہے کہا کوئی دو گھنٹہ کے بعد آرام ہو گیا تھا۔"

(سیرت مسیح موعودؑ از حضرت یعقوب علی عرفانی صاحب صفحہ 203-204)

ایک طالب علم محمد حیات نامی کا واقعہ

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی فرماتے ہیں:-

"ایک طالب علم محمد حیات نامی کو پلیگ ہو گیا۔ اس کو فوراً باغ میں بھیج کر علیحدہ کر دیا گیا اور حضور نے حضرت مولوی نور الدین صاحب کو بھیجا کہ اس کو جا کر دیکھو۔ اُسے چھ گلٹیاں نکلی ہوئی تھیں اور بخار بہت سخت تھا اور پیشاب کے راستے خون آتا تھا۔ حضرت مولوی صاحب نے ظاہر کیا کہ رات رات میں اس کا مر جانا اغلب ہے۔ اس کے بعد ہم چند احباب حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ محمد حیات کی تکلیف اور مولوی صاحب کی رائے کا اظہار کر کے دعا کے لئے عرض کی۔ حضرت صاحب نے فرمایا میں دعا کرتا ہوں۔ اور ہم سب روتے تھے۔ میں نے روتے روتے عرض کی کہ حضور دعا کا وقت نہیں سفارش فرمائیں۔ میری طرف مڑ کر دیکھ کر فرمایا۔ بہت اچھا۔ (بیت) کی چھت پر میں، منشی اروڑا صاحب اور محمد خاں صاحب سوتے تھے۔ دو بجے رات کے حضرت صاحب اوپر تشریف لائے اور فرمایا حیات خاں کا کیا حال ہے۔ ہم میں سے کسی نے کہا کہ شاید مر گیا ہو۔ فرمایا کہ جا کر دیکھو۔ اسی وقت ہم تینوں یا اور کوئی بھی ساتھ تھا، باغ میں گئے تو حیات خاں قرآن شریف پڑھتا اور ٹہلتا پھرتا تھا۔ اور اس نے کہا میرے پاس آ جاؤ۔

میرے گلٹی اور بخار نہیں رہا۔ میں اچھا ہوں۔ چنانچہ ہم اس کے پاس گئے تو کوئی شکایت اس کو باقی نہ تھی۔ ہم نے عرض کی کہ حضور اس کو تو بالکل آرام ہے۔ آپ نے فرمایا ساتھ کیوں نہیں لیتے آئے۔ پھر یاد نہیں وہ کس وقت آیا۔ غالباً صبح کو آیا۔ چونکہ اس کے باپ کو تار دیا گیا تھا اور ہم تینوں یہ عظیم الشان معجزہ دیکھ کر اجازت لے کر قادیان سے روانہ ہوگئے۔ نہر پر اس کا باپ ملا جو یکہ دوڑائے آرہا تھا۔ اس نے ہمیں دیکھ کر پوچھا کہ حیات کا کیا حال ہے۔ ہم نے یہ سارا قصہ سنایا وہ یہ سن کر گر پڑا۔ دیر میں اُسے ہوش آیا اور پھر وہ وضو کر کے نوافل پڑھنے لگ گیا اور ہم چلے آئے۔''

(''رفقاء'' احمد جلد 4 صفحہ 172-173)

نلکی توڑ کر پھینک دی

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے تحریر فرماتے ہیں:۔

''مکرم منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلہ نے مجھ سے بیان کیا۔ ایک دفعہ مولوی محمد احسن صاحب کے ساتھ کوئی امروہہ کا آدمی قادیان آیا۔ اس کے کان بند تھے اور نلکی کی مدد سے بہت اونچا سنتا تھا۔ اس نے حضرت صاحب کو دعا کے لئے کہا۔ حضور نے فرمایا ہم دعا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ سب چیزوں پر قادر ہے۔ پھر اللہ نے اپنا فضل کیا کہ اس نے حضور علیہ السلام کی ساری تقریر سن لی۔ جس پر وہ خوشی کے جوش میں کود پڑا اور نلکی توڑ کر پھینک دی۔''

(''سیرت المہدی'' حصہ سوم صفحہ 28 روایت نمبر 514)

❁❁❁❁❁❁❁
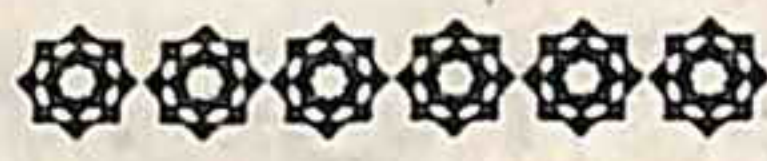
ملائکہ سے فیضان حاصل کرنے کا ذریعہ

حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے مطالعہ کے متعلق حضرت مصلح موعود نے ایک خاص نکتہ بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

''جو کتابیں ایک ایسے شخص نے لکھی ہوں جس پر فرشتے نازل ہوتے تھے ان کے پڑھنے سے بھی ملائکہ نازل ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت صاحب کی کتابیں جو شخص پڑھے گا اس پر فرشتے نازل ہوں گے۔ یہ ایک خاص نکتہ ہے کہ کیوں حضرت صاحب کی کتابیں پڑھتے ہوئے نکات اور معارف کھلتے ہیں۔ اور جب پڑھو جب ہی خاص نکات اور برکات کا نزول ہوتا ہے۔

براہین احمدیہ خاص فیضانِ الٰہی کے ماتحت لکھی گئی ہے۔ اس کے متعلق میں نے دیکھا ہے کہ جب کبھی میں اس کو لے کر پڑھنے کے لیے بیٹھا ہوں، دس صفحے بھی نہیں پڑھ سکا۔ کیونکہ اس قدر نئی نئی باتیں اور معرفت کے نکتے کھلنے شروع ہو جاتے ہیں کہ دماغ انہیں میں مشغول ہو جاتا ہے۔ تو حضرت صاحب کی کتابیں بھی خاص فیضان رکھتی ہیں۔ ان کا پڑھنا بھی ملائکہ سے فیضان حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔''

(ملائکۃ اللہ۔ انوار العلوم جلد 5 صفحہ 560)

❁❁❁❁❁❁❁
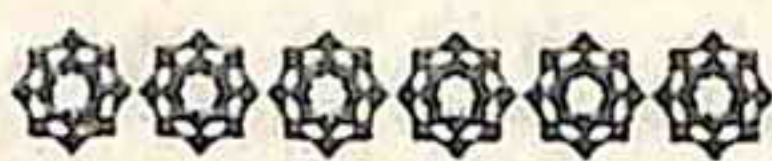
نظام خلافت اور نظام وصیت کا تعلق

(ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

(مکرم طاہر جمیل احمد صاحب۔ فیصل آباد)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نظام وصیت اور نظام خلافت کا تعلق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے رسالہ الوصیت میں دو باتوں کا ذکر فرمایا ہے کہ ایک تو یہ ہے کہ آپ کی وفات کے بعد نظام خلافت کا اجرا اور دوسرے اپنی وفات پر آپ کو یہ فکر پیدا ہونا کہ ایسا نظام جاری کیا جائے جس سے افراد جماعت میں تقویٰ بھی پیدا ہو اور اس میں ترقی بھی ہو اور دوسرے مالی قربانی کا بھی ایسا نظام جاری ہو جائے جس سے کھرے اور کھوٹے میں تمیز ہو جائے اور جماعت کی مالی ضروریات بھی باحسن پوری ہو سکیں۔ اس لیے وصیت کا نظام جاری فرمایا تھا۔ تو اس لحاظ سے میرے نزدیک ......نظام خلافت اور نظام وصیت کا بڑا گہرا تعلق ہے اور ضروری نہیں کہ ضروریات کے تحت پہلے خلفاء جس طرح تحریکات کرتے رہے ہیں، آئندہ بھی اسی طرح مالی تحریکات ہوتی رہیں بلکہ نظام وصیت کو اب اتنا فعال ہو جانا چاہیے کہ سو سال بعد تقویٰ کے معیار بجائے گرنے کے نہ صرف قائم رہیں بلکہ بڑھیں اور اپنے اندر روحانی تبدیلیاں پیدا کرنے والے بھی پیدا ہوتے رہیں اور قربانیاں پیدا کرنے والے بھی پیدا ہوتے رہیں۔ یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والے پیدا ہوتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ کے شکرگزار بندے پیدا ہوتے رہیں۔ جب اس طرح کے معیار قائم ہوں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ خلافت حقہ بھی قائم رہے گی اور جماعتی ضروریات بھی پوری ہوتی رہیں گی۔ کیونکہ متقیوں کی جماعت کے ساتھ ہی خلافت کا ایک بہت بڑا تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو اس کی توفیق دے اور ہمیشہ خلافت کی نعمت کا شکر ادا کرنے والے پیدا ہوتے رہیں اور کوئی احمدی بھی ناشکری کرنے والا نہ ہو۔ کبھی دنیاداری میں اتنے محو نہ ہو جائیں کہ دین کو بھلا دیں۔''

(مشعل راہ جلد پنجم حصہ دوم صفحہ 82)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ برطانیہ 2004ء کے اختتامی خطاب میں فرمایا:

''بہت سے لوگوں کی طرف سے یہ تجویزیں بھی آئی ہیں کہ 2008ء میں خلافت کو بھی سو سال پورے ہو جائیں گے اس وقت خلافت کی بھی سوسالہ جوبلی منانی چاہیے تو بہرحال وہ تو ایک کمیٹی کام کر رہی ہے۔ وہ کیا کرتے ہیں، رپورٹس دیں گے تو پتہ لگے گا۔ لیکن میری یہ خواہش ہے کہ 2008ء میں جو خلافت کو قائم ہوئے انشاء اللہ تعالیٰ سو سال ہو جائیں گے تو دنیا کے ہر ملک میں، ہر جماعت میں جو کمانے والے افراد ہیں جو چندہ دہندہیں اُن میں سے کم ازکم پچاس فیصد تو ایسے ہوں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس عظیم الشان نظام میں شامل ہو چکے ہوں۔ اور روحانیت کو بڑھانے کے اور قربانیوں کے یہ اعلیٰ معیار قائم کرنے والے بن چکے ہوں اور یہ بھی جماعت کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک حقیر سانذرانہ ہوگا جو جماعت خلافت کے سو سال پورے ہونے پر شکرانے کے طور پر اللہ کے حضور پیش کر رہی ہوگی۔ اور اس میں جیسا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے ایسے لوگ شامل ہونے چاہئیں جو انجام بالخیر کی فکر کرنے والے اور عبادات بجالانے والے ہیں۔''

(الفضل انٹرنیشنل 29 جولائی تا 11 راگست 2005ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے الفضل انٹرنیشنل کے الوصیت نمبر میں جماعت احمدیہ عالمگیر کو اپنے پیغام سے نوازا جس میں حضور انور فرماتے ہیں:-

''میں اپنی اس خواہش کا اظہار پہلے بھی ایک موقع پر کر چکا ہوں کہ 2008ء میں جب خلافت احمدیہ کو قائم ہوئے انشاء اللہ سو سال پورے ہو جائیں گے تو دنیا کے ہر ملک میں، ہر جماعت میں جو کمانے والے افراد ہیں جو چندہ دہندہیں اُن میں سے کم ازکم پچاس فی صد ایسے ہوں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس عظیم الشان نظام میں شامل ہو چکے ہوں اور یہ افراد جماعت کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک حقیر سانذرانہ ہوگا جو جماعت خلافت کے سو سال پورے ہونے پر شکرانے کے طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر رہی ہوگی۔

یہ بھی یاد رکھیں کہ نظام وصیت کا نظام خلافت کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی وفات کی خبروں پر جہاں جماعت کی تربیت کی فکر پیدا ہوئی اور آپ نے مالی قربانی کے نظام کو جاری فرمایا وہاں آپ نے جماعت کو یہ

خوشخبری بھی دی کہ میری وفات کی خبروں سے غمگین مت ہو کیونکہ خدا تعالیٰ اس سلسلہ کو ضائع نہیں کرے گا بلکہ دوسری قدرت کا ہاتھ سب کو تھام لے گا۔ آپؑ نے فرمایا:

''تم میری اس بات سے...... غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔''

(رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305)

پس رسالہ الوصیت میں نظام خلافت کی پیشگوئی فرمانا یہ ثابت کرتا ہے کہ ان دو نظاموں کا آپس میں گہرا تعلق ہے اور جس طرح نظام وصیت میں شامل ہو کر انسان تقویٰ کے اعلیٰ معیار اپنے اندر پیدا کرسکتا ہے اسی طرح خلافت احمدیہ کی اطاعت کا جوا گردن پر رکھنے سے اس کی روحانی زندگی کی بقا ممکن ہے۔ مالی قربانی کا نظام بھی خلافت کے بابرکت سائے میں ہی مضبوط ہوسکتا ہے۔ پس جب تک خلافت قائم رہے گی جماعت کی مالی قربانیوں کے معیار بڑھتے رہیں گے اور دین بھی ترقی کرتا چلا جائے گا۔

پس میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان دونوں نظاموں سے وابستہ رکھے۔ جو ابھی تک نظام وصیت میں شامل نہیں ہوئے اللہ تعالیٰ ان کو بھی توفیق عطا فرمائے کہ وہ اس میں حصہ لے کر دینی اور دنیوی برکات سے مالامال ہوسکیں اور اللہ کرے کہ ہر احمدی ہمیشہ نظام خلافت سے اخلاص اور وفا کا تعلق قائم رکھے اور خلافت کی بقا کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے اور اپنی تمام تر ترقیات کے لئے خلافت کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اپنی ذمہ داریاں سمجھنے اور ان کو پورا کرنے کی توفیق دے اور سب کو اپنی رضا کی راہوں پر چلاتے ہوئے ہم سب کا انجام بالخیر فرمائے۔ آمین''

(الفضل انٹرنیشنل 29 جولائی تا 11 اگست 2005ء)

❁❁❁❁❁❁
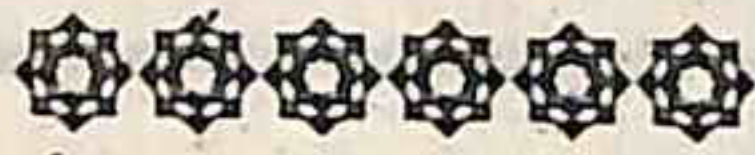
تہجد کے لیے جاگنے کا ذریعہ

حضرت مفتی محمد صادق صاحب فرماتے ہیں:۔

''ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں یہ تذکرہ تھا کہ پچھلی رات نماز تہجد کے جاگنے کے لئے کیا تجویز کرنی چاہیے۔ تب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے فرمایا کہ اگر آپ سوتے وقت اپنے آپ کو مخاطب کر کے یہ کہا کریں:۔

''اے صادق مجھے تین بجے جگا دینا۔ تو ضرور تین بجے آپ کی آنکھ کھل جائے گی۔''

(ذکر حبیب صفحہ 167)

جمعۃ المبارک کی اہمیت وبرکات

(احادیث کی روشنی میں)

(مکرم ہمایوں طاہر احمد صاحب۔ ملتان)

ہر شخص کے لئے کوئی نہ کوئی خوشی کا دن آتا ہے اور وہ اس دن کو خوشی کے ساتھ گذارتا ہے۔ ایک مومن کے لئے جو دن خوشی کا ہے وہ جمعہ کا دن ہے جس دن مومن خوشی محسوس کرتا ہے۔ مومن کی زندگی میں اور دن بھی خوشی کے آتے ہیں مگر جمعہ کا دن ایسا ہے جو جلد آتا ہے۔

بہترین دن

اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بہترین دن جس میں سورج نکلتا ہے وہ جمعہ کا دن ہے اسی دن میں حضرت آدمؑ پیدا کئے گئے اور اسی دن اُن کو جنت میں داخل کیا گیا اور اسی دن میں اُن کو جنت سے نکالا گیا۔ (صحیح مسلم کتاب الجمعہ باب فضل یوم الجمعۃ)

حضرت اوسؓ بن اوس بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔

دنوں میں سے بہترین دن جمعہ کا دن ہے اس دن مجھ پر بہت زیادہ درود بھیجا کرو کیونکہ اس دن تمہارا یہ درود میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب تفریع ابواب الجمعۃ)

جمعہ کا دن تمہارے لئے عید ہے

حضرت ابوہریرۃؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے ایک جمعہ (کے خطبہ) میں فرمایا۔

اے مسلمانو! اس دن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے عید بنایا ہے اس روز نہایا کرو اور مسواک ضرور کیا کرو۔

(المعجم الصغیر الطبرانی۔ باب الحاء من اسمہ الحسن)

سو اس حدیث میں بتایا کہ جمعہ کا دن بھی عیدوں میں سے ہے اور اس میں بھی عید کی سی خوشی مناؤ اور نہا دھو کر صاف ستھرے کپڑے پہن کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے ایک جگہ جمع ہو جاؤ۔

گناہوں کی معافی کا ذریعہ

حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور جہاں تک صفائی کرسکتا ہے صفائی اور طہارت کرے پھر تیل یا خوشبو لگائے پھر (نماز جمعہ کے لئے) چلے (اور) دو کے درمیان نہ گھسے اور جتنی اس کی قسمت میں نماز (نفل) لکھی ہے پڑھے پھر جب امام برآمد ہو اور خطبہ شروع کرے تو خاموش رہے اس کے گناہ اس جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک بخش دیئے جائیں گے۔

(صحیح بخاری کتاب الجمعۃ باب لایفرق بین اثنین یوم الجمعۃ)

جمعہ کے دن قبولیت دعا کی ساعت

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے جمعہ کے دن کا ذکر فرمایا تو فرمایا کہ اس میں ایک ساعت ایسی ہے جب کوئی فرمانبردار بندہ اس میں کھڑا ہو کر نماز پڑھے اور اللہ سے کچھ مانگے تو اللہ اس کو وہ عنایت فرمائے گا اور ہاتھ سے اشارہ کر کے آپؐ نے بتلایا کہ وہ ساعت تھوڑی دیر رہتی ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الجمعۃ باب الساعۃ التی فی یوم الجمعۃ)

جمعہ کے دن جلدی آنے والوں کی فضیلت

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو مسجد کے دروازوں میں سے ہر دروازے پر فرشتے پہلے پہلے (آنے والوں کے نام) لکھتے ہیں پس جب امام (خطبہ پڑھنے کے لئے منبر پر) بیٹھتا ہے تو فرشتے صحیفے لپیٹ لیتے ہیں اور ذکر سننے کے لئے آ کر (بیٹھ جاتے ہیں) اور جلدی آنے والے کی مثال اونٹ کی قربانی کرنیوالے کی طرح ہے پھر اس کے بعد آنے والا گائے کی قربانی کرنے والے کی طرح ہے پھر اس کے بعد آنے والا دنبہ کی قربانی کرنے والے کی طرح ہے پھر اس کے بعد آنے والا مرغی، پھر اس کے بعد آنے والا انڈہ قربان کرنے والے کی طرح ہے۔

(مسلم کتاب الجمعۃ باب فضل التھجیر یوم الجمعۃ)

جمعہ چھوڑنے والے کے لئے انذار

حضرت حکیمؓ بن میناء بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہؐ کو منبر کی سیڑھیوں پر فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ جمعہ کی نماز چھوڑنے سے باز آ جائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا۔ پھر وہ غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔ (مسلم کتاب الجمعۃ باب التغلیظ فی ترک الجمعۃ)

❁❁❁❁❁❁
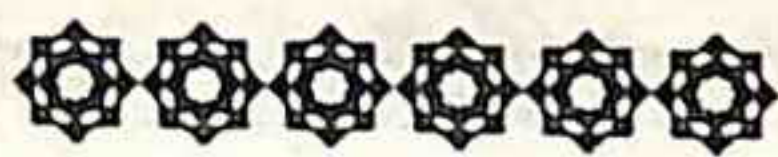
رزلٹ آل پاکستان انعامی مقابلہ مضمون نویسی

مجلس خدام الاحمدیہ، بعنوان

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امن کے حقیقی علمبردار"

اوّل:	مکرم طارق منصور تھیم صاحب	لاٹھیانوالہ، فیصل آباد
دوم:	مکرم قیصر محمود صاحب	ربوہ
سوم:	مکرم محمد کلیم صاحب	وحدت کالونی لاہور
چہارم:	مکرم یاسر احمد لون صاحب	دارالذکر فیصل آباد
پنجم:	مکرم محمد ارشد نعیم صاحب	مسعود آباد فیصل آباد
ششم:	مکرم ثمر الٰہی صاحب	ڈیفنس لاہور
ہفتم:	مکرم احسان احمد صاحب	مسلم پارک فیصل آباد
ہشتم:	مکرم محمد عظیم صاحب	وحدت کالونی لاہور
نہم:	مکرم اعجاز احمد خالد صاحب	وحدت کالونی لاہور
دہم:	مکرم سمیع اللہ صاحب	لاٹھیانوالہ، فیصل آباد

(مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

وصیت آخرین کی قربانی

(طارق محمود طاہر)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

''کیا لوگ یہ گمان کر بیٹھے ہیں کہ یہ کہنے پر کہ ہم ایمان لے آئے وہ چھوڑ دیے جائیں گے اور آزمائے نہیں جائیں گے؟'' (العنکبوت:2)

''پہلوں میں سے ایک بڑی جماعت ہے اور پچھلوں میں سے بھی ایک بڑی جماعت ہے۔''

(الواقعۃ:41,40)

''یقیناً اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے اموال خرید لئے ہیں تا کہ اس کے بدلہ میں انہیں جنت ملے۔'' (التوبۃ:11)

ان آیات کریمہ میں یہ مضمون بیان ہوا ہے کہ ایمان کا دعویٰ کرنے والے آزمائے بھی جاتے ہیں اور یہ کہ آنحضرتؐ کی امت کے دو گروہ ہیں ایک اولین کا اور دوسرا آخرین کا۔اسی طرح جانی اور مالی دو قسم کے امتحانوں کا ذکر ہے جن کے بدلہ میں اللہ نے مومنوں کے لیے جنت کی نعمت رکھی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضورؐ کی امت مبارکہ کے پہلے حصے یعنی اوّلین سے جانی قربانی کا مطالبہ غالب تھا اگرچہ مالی قربانی بھی ہوئی اور آپؐ کی امت کے دوسرے حصے یعنی آخرین سے مالی قربانی کا مطالبہ غالب ہے اگرچہ جانی قربانی بھی ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب وصیت کا نظام جاری فرمایا تو فرمایا:-

''یہ امتحان تو کچھ بھی چیز نہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنھم کا امتحان جانوں کے مطالبہ پر کیا گیا اور انہوں نے اپنے سر خدا کی راہ میں دیے۔''

(الوصیت روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 327)

تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہؓ سے جو جانوں کی قربانی کا مطالبہ کیا گیا تھا انہوں نے کماحقہ' اس مطالبہ کو پورا کیا اور خدا اور اس کے رسول کی خاطر بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کئے گئے اور اپنی جانوں کے نذرانے دیے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

فَدَمُ الرِّجَالِ لِصِدْقِهِمْ فِیْ حُبِّهِمْ
تَحْتَ السُّیُوْفِ اُرِیْقَ کَالْقُرْبَانِ

ترجمہ: سوان جواں مردوں کا خون اپنی محبت میں ثابت قدمی کی وجہ سے تلواروں کے نیچے قربانیوں کی طرح بہایا گیا۔

اور جن کی جان قربان نہیں ہوتی تھی وہ اپنی جان ہتھیلی پر لیے پھرتے تھے کہ موقع ملے تو یہ حقیر نذرانہ خدا اور اس کے رسولؐ کے قدموں پر نچھاور کر دیں۔ چنانچہ

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:-

''تمہارے پہلے بھائی یعنی صحابہؓ تو بیعت ہی جان قربان کرنے کی کرتے تھے اور ہر حال منتظر رہتے تھے کہ کب وہ وقت آتا ہے کہ اپنے مالک حقیقی کے راستہ میں فدا ہوں۔'' (ملفوظات جلد 1 صفحہ 439)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کی بستر مرگ پر جو کیفیت تھی اس کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرمایا:-

''خالدؓ بن ولید کا وقت یاد کرو جب بستر مرگ پر روتے روتے اس کی ہچکی بندھ گئی اور ایک عیادت کرنے والے نے تعجب سے پوچھا کہ اے اللہ کی تلوار! تو جو میدان جہاد کی ان کڑی اور مہیب منزلوں میں بھی بے خوف اور بے نیام رہا جہاں بڑے بڑے دلاوروں کے پتے پانی ہوتے تھے آج تو موت سے اتنا خوفزدہ کیوں ہے؟ تجھے یہ بزدلی زیب نہیں دیتی۔ خالدؓ نے اسے جواب دیا کہ نہیں نہیں خالد بن ولید موت سے خائف نہیں ہے بلکہ اس غم سے نڈھال ہے کہ راہ خدا میں شہادت کی سعادت نہ پاسکا۔

(الاصابہ فی تمییز الصحابہ ذکر خالد بن ولید جلد اوّل صفحہ 415 نمبر 2201۔ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد 2 صفحہ 100 ذکر خالد بن ولید نمبر 1399) دیکھو یہ وہی خالدؓ تھا جو ہر میدان جہاد میں یہ تمنا لے کر گیا کہ کاش میں بھی ان خوش نصیبوں میں داخل ہو جاؤں جو اللہ کی راہ میں شہید کئے جاتے ہیں، یہ تمنا لئے ہوئے وہ ہر خطرہ کے بھنور میں کود پڑا، ہر اس گھمبیر مقام پر پہنچا جہاں سر تن سے جدا کئے جا رہے تھے اور گردنیں کاٹی جا رہی تھیں اور سینے برمائے جا رہے تھے اور اعضائے بدن کے ٹکڑے کئے جا رہے تھے لیکن ہر ایسے مقام سے وہ غازی بن کر لوٹا اور شہادت کا جام نہ پی سکا۔ پس بستر مرگ پر اس سوال کرنے والے کو خالدؓ نے اپنے بدن کے وہ داغ دکھائے جو میدان جہاد میں کھائے جانے والے زخموں نے پیچھے چھوڑے تھے۔ اپنے بدن سے کپڑا اٹھایا اور اپنا پیٹ دکھایا اور اپنی چھاتی دکھائی اور اپنے بازو ننگے کئے اور کندھوں کے جوڑ تک اپنے داغ داغ بدن کا ماجرا اس کے سامنے کھول کر رکھ دیا اور کہا کہ دیکھو اور یہ دیکھو اور یہ دیکھو اور یہ دیکھو اور اے دیکھنے والے مجھے بتاؤ کہ کیا ایک انچ بھی ایسی جگہ تمہیں دکھائی دیتی ہے جہاں اللہ کی راہ میں خالدؓ نے زخم نہ کھائے ہوں لیکن وائے حسرت اور وائے حسرت کہ خالدؓ شہید نہ ہوسکا۔ یہ غم جو آج مجھے کھائے جا رہا ہے ان زخموں کے دکھ سے کہیں زیادہ جاں سوز ہے جو شوق شہادت میں میں نے کھائے تھے۔''

(خطبات طاہر جلد دوم صفحہ 421-422)

یہ مقامِ فکر ہے کہ کیا آخرین میں بھی اس قربانی کے ادا کرنے کے لیے جس کا ان سے مطالبہ کیا گیا ہے اوّلین جیسی تڑپ پائی جاتی ہے؟

اس دور کی مالی قربانیوں میں جن کا ہم سے مطالبہ کیا گیا ہے سرفہرست وصیت کی قربانی ہے جسے حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے مومن اور منافق کے درمیان فرق کرنے والی قرار دیا ہے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''خدا تعالیٰ کے کام میں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ بلاشبہ اُس نے ارادہ کیا ہے کہ اس انتظام سے منافق اور مومن میں تمیز کرے۔ اور ہم خود محسوس کرتے ہیں کہ جو لوگ اس الٰہی انتظام پر اطلاع پا کر بلاتوقف اس فکر میں پڑتے ہیں کہ دسواں حصہ کل جائیداد کا خدا کی راہ میں دیں بلکہ اس سے زیادہ اپنا جوش دکھلاتے ہیں وہ اپنی ایمان داری پر مہر لگا دیتے ہیں...... اس وقت کے امتحان سے بھی اعلیٰ درجہ کے مخلص جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کیا ہے۔ دوسرے لوگوں سے ممتاز ہو جائیں گے۔ اور ثابت ہو جائے گا کہ بیعت کا اقرار انہوں نے پورا کر کے دکھلا دیا اور اپنا صدق ظاہر کر دیا۔ بے شک یہ انتظام منافقوں پر بہت گراں گزرے گا اور اس سے اُن کی پردہ دری ہوگی۔ اور بعد موت وہ مرد ہوں یا عورت اس قبرستان میں ہرگز دفن نہیں ہو سکیں گے۔ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَرَضٌ فَزَادَھُمُ اللّٰہُ مَرَضًا ۔ لیکن اس کام میں سبقت دکھلانے والے راستبازوں میں شمار کئے جائیں گے اور ابد تک خدا تعالیٰ کی ان پر رحمتیں ہوں گی۔''

(رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 327-328)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

''ایک معمولی انسان بھی خواہ کتنی ہی شکستہ حالت کا کیوں نہ ہو جب بازار جاتا ہے تو اپنی قدر کے موافق اپنے لئے اور اپنے بچوں کے لئے کچھ نہ کچھ لاتا ہے تو پھر کیا یہ سلسلہ جو اپنی عظیم الشان اغراض کے لئے اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے اس لائق بھی نہیں کہ وہ اس کے لئے چند پیسے بھی قربان کر سکے؟ دنیا میں آج کل کونسا سلسلہ ہوا ہے یا ہے جو خواہ دنیوی حیثیت سے ہے یا دینی، بغیر مال چل سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہر ایک کام، اس لئے کہ عالم اسباب ہے، اسباب سے ہی چلایا ہے۔ پھر کس قدر رنجیل وممسک وہ شخص ہے کہ جو ایسے عالی مقصد کی کامیابی کے لئے ادنیٰ چیز مثل چند پیسے خرچ نہیں کر سکتا۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ الٰہی دین پر لوگ اپنی جانوں کو بھیڑ بکری کی طرح نثار کرتے تھے......اور یہ زمانہ جانوں کے دینے کا نہیں بلکہ فقط مالوں کے بقدر استطاعت خرچ کرنے کا ہے۔''

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 359-360)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''بالآخر یہ بھی یاد رہے کہ بلاؤں کے دن نزدیک ہیں اور ایک سخت زلزلہ جو زمین کو تہ و بالا کر دے گا قریب ہے۔ پس وہ جو معائنہ عذاب سے پہلے اپنا تارک الدنیا ہونا ثابت کر دیں گے۔ اور نیز یہ بھی ثابت کر دیں گے کہ کس طرح انہوں نے میرے حکم کی تعمیل کی خدا کے نزدیک حقیقی مومن وہی ہیں۔ اور اس کے دفتر میں سابقین اولین لکھے جائیں گے اور مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ زمانہ قریب ہے کہ ایک منافق جس نے دنیا سے محبت کر کے اس حکم کو ٹال دیا ہے وہ عذاب کے وقت آہ مار کر کہے گا کہ کاش میں تمام جائیداد کیا منقولہ اور کیا غیر منقولہ خدا کی راہ

میں دیتا اور اس عذاب سے بچ جاتا۔ یاد رکھو! کہ اس عذاب کے معائنہ کے بعد ایمان بے سود ہوگا اور صدقہ خیرات محض عبث۔ دیکھو میں بہت قریب عذاب کی تمہیں خبر دیتا ہوں۔ اپنے لئے وہ زاد جلد تر جمع کرو کہ کام آوے۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ تم سے کوئی مال لوں اور اپنے قبضہ میں کرلوں۔ بلکہ تم اشاعت دین کے لئے ایک انجمن کے حوالے اپنا مال کرو گے اور بہشتی زندگی پاؤ گے۔ بہتیرے ایسے ہیں کہ وہ دنیا سے محبت کر کے میرے حکم کو ٹال دیں گے مگر بہت جلد دنیا سے جدا کئے جائیں گے تب آخری وقت میں کہیں گے ھٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ۔''

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 328-329)

۞۞۞۞۞۞

رسالہ الوصیت کی تاثیر

(مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب۔ وکیل المال اوّل تحریک جدید ربوہ)

1944-45ء میں ملٹری اکاؤنٹس کی ملازمت کے دوران خاکسار کو لکھنؤ میں قریباً ڈیڑھ سال رہنے کا موقع ملا۔ کرایہ کے مکانوں کی شدید قلت کے باعث کچھ عرصہ فوجی بیرک میں رہائش رہی۔ دفتر کے پانچ کارکنوں کو ایک کمرہ ملا ہوا تھا۔ جس میں ایک ہندو اور چار (مومن) تھے۔ ہم سب کارکن باہم دوستی اور محبت کی فضا میں رہتے تھے۔ فارغ اوقات میں خاکسار سلسلہ کا لٹریچر زیر مطالعہ رکھتا اور دیگر رفقاء فارغ اوقات میں مختلف گیمز میں مصروف رہتے۔ مسلمان رفقاء میں سے ایک صاحب بڑے علم دوست تھے میں نے انہیں رسالہ الوصیت مطالعہ کے لئے دیا جو انہوں نے بڑے شوق سے لے لیا اور چارپائی پر لیٹے لیٹے مطالعہ میں مصروف ہو گئے۔ اس دوران میں نے انہیں دیکھا کہ وہ بے اختیاری کے عالم میں دفعۃً اٹھ بیٹھے اور ان کے منہ سے رسالہ الوصیت کے بارے میں تعریفی کلمات نکلتے رہے۔ ان کا ایک فقرہ جو انہوں نے مجھے مخاطب ہو کر کہا یہ تھا کہ کاش میں نے طالبعلمی کے زمانہ میں یہ کتاب پڑھی ہوتی تو ہندو دوستوں سے خدا یا اسلام کے بارے میں بات کرتے ہوئے اس کتاب سے دلائل پیش کرتا۔ یہ صاحب اگرچہ ایک شریف مسلمان تھے لیکن نمازوں میں کمزور تھے۔ ایک مرتبہ میں نے انہیں نماز فجر کی طرف توجہ دلائی تو پنجابی میں جواب دیا جس کا مطلب تھا کہ یہ نماز بڑی مشکل ہے۔ اس طبیعت کے شخص پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام نے جو اثر ڈالا وہ حیرت انگیز اثر تھا۔ رسالہ الوصیت مکمل کرنے کے بعد انہوں نے غسل کیا اور نمازیں باقاعدہ پڑھنا شروع کر دیں۔ کچھ دنوں بعد انہوں نے ایک خواب میں بھی احمدیت کی صداقت کا اشارہ پایا اور مجھے علیحدگی میں اس کا اعتراف کر کے اظہار کیا کہ میرے والد صاحب اپنے شہر میں امام الصلوٰۃ ہیں میرے بیعت کرنے سے ان کے لئے مشکلات پیدا ہو جائیں گی ویسے دل سے مجھے احمدی ہی سمجھیں۔ افسوس کہ نجی حالات نے انہیں جلد ہی موجودہ سروس چھوڑ کر پنجاب واپس جانے پر مجبور کر دیا اور ان سے راہ و رسم قائم نہ رہ سکی۔

ہے رضائے ذاتِ باری اب رضائے قادیاں

ہے رضائے ذاتِ باری اب رضائے قادیاں
مدّعائے حق تعالےٰ مدّعائے قادیاں

وہ ہے خوش اموال پر، یہ طالبِ دیدار ہے
بادشاہوں سے بھی افضل ہے گدائے قادیاں

گر نہیں عرشِ مُعلّٰی سے یہ ٹکراتی تو پھر
سب جہاں میں گونجتی ہے کیوں صدائے قادیاں

دعویٔ طاعت بھی ہوگا ادّعائے پیار بھی
تم نہ دیکھو گے کہیں لیکن وفائے قادیاں

میرے پیارے دوستو تم دم نہ لینا جب تلک
ساری دُنیا میں نہ لہرائے لِوائے قادیاں

بن کے سُورج ہے چمکتا آسماں پر روز و شب
کیا عجب معجز نما ہے رہنمائے قادیان

غیر کا افسوں اس پہ چل نہیں سکتا کبھی
لے اُڑی ہو جس کا دِل زلفِ دوتائے قادیاں

اے بتو! اب جستجو اس کی ہے اُمّید محال
لے چکا ہے دل مِرا تُو دلربائے قادیاں

یا تو ہم پھرتے تھے ان میں یا ہوا یہ انقلاب
پھرتے ہیں آنکھوں کے آگے کوچہ ہائے قادیاں

خیال رہتا ہے ہمیشہ اس مقامِ پاک کا
سوتے سوتے بھی یہ کہہ اٹھتا ہوں ہائے قادیاں

آہ کیسی خوش گھڑی ہوگی کہ بانیلِ مرام
باندھیں گے رختِ سفر کو ہم برائے قادیاں

پہلی اینٹوں پر ہی رکھتے ہیں نئی اینٹیں ہمیش
ہے تبھی چرخِ چہارم پر بنائے قادیاں

صبر کر اے ناقۂ راہِ ھُدیٰ ہمت نہ ہار
دُور کردے گی اندھیروں کو ضیائے قادیاں

ایشیا و یورپ و امریکہ و افریقہ سب
دیکھ ڈالے پر کہاں وہ رنگ ہائے قادیاں

مُنہ سے جو کچھ چاہے بن جائے کوئی پر حق یہ ہے
ہے بہاء اللہ فقط حُسن و بہائے قادیاں

گُلشنِ احمدؑ کے پھولوں کی اُڑا لائی جو بُو
زخم تازہ کر گئی بادِ صبائے قادیاں

جب کبھی تم کو ملے موقع دُعائے خاص کا
یاد کرلینا ہمیں اھلِ وفائے قادیاں

(کلام محمود۔ یہ نظم حضرت مصلح موعود نے 1924ء میں سفر یورپ کے دوران فرمائی تھی)

قائم شدہ
1952
خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
ربوہ
ریلوے روڈ
6214750
6214760
اقصیٰ روڈ
6212515
6215455
پروپرائٹر۔ میاں حنیف احمد کامران
Mobil:0300-7703500

نورتن جیولرز
زیورات کی عمدہ
ورائٹی کے ساتھ
ریلوے روڈ نزد یوٹیلیٹی اسٹور ربوہ
فون
دکان:047-6214214,6216216
گھر:047-6211971
موبائل:0333-6711430,0301,7960051

خوشخبری
CSS میں اعلیٰ کامیابی حاصل کریں مگر کیسے ؟؟؟؟؟
برین ٹانک
کمزوری یادداشت کیلئے ایک انوکھی حیرت انگیز جادو اثر دواء
120/- قیمت
یادداشت کو بڑھاتا ہے
نظر کی کمزوری کو دور کرتا ہے
نسیان (بھول جانا) کو دور کرتا ہے
بھوک بڑھاتا ہے۔ ہاضمہ کی خرابی کو دور کرتا ہے
قبل از وقت بالوں کو سفید ہونے سے روکتا ہے
ہر وقت کے نزلہ زکام سے پیچھا چھڑاتا ہے
اگر ان سب باتوں میں سے کوئی بات آپ کے اندر موجود ہے تو آپکو فوری ضرورت ہے برین ٹانک کی
آیئے ! آج سے ہی برین ٹانک کھائیے فوری یادداشت بڑھایئے۔ نزلہ زکام سے پیچھا چھڑایئے۔
CSS افسر بن جایئے۔ برین ٹانک آزمایئے اور ہمیشہ کیلئے برین ٹانک کے گرویدہ ہو جایئے۔ برین ٹانک کے گن گایئے
JAN جان
تیار کردہ: جان یونانی دواخانہ گولبازار چناب نگر ربوہ
فون رہائش: 03017964849 دواخانہ 047-6213149-6215465

جلسہ سالانہ کا قیام اور اس کے اغراض و مقاصد

حضرت مسیح موعود کے پر شوکت اعلانات

(مکرم بلال منظور صاحب۔ کوٹلی آزاد کشمیر)

بیعت کے بعد صحبت میں رہنا ضروری ہے

''تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔ لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے تا اگر خدائے تعالیٰ چاہے تو کسی برہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دور ہو اور یقین کامل پیدا ہو کر ذوق اور شوق اور ولولۂ عشق پیدا ہو جائے۔ سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہیے اور دعا کرنا چاہیے کہ خدائے تعالیٰ یہ توفیق بخشے اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہیے کیونکہ سلسلۂ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا، ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی

تمام مخلصین کے لیے سال میں تین دن مقرر

اور چونکہ ہر یک کے لئے بباعث ضعف فطرت یا کمی مقدرت یا بعد مسافت یہ میسر نہیں آسکتا کہ وہ صحبت میں آکر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کے لئے آوے۔ کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے پر روا رکھ سکیں لہذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں۔ سو میرے خیال میں بہتر ہے کہ وہ تاریخ 27ردسمبر سے 29ردسمبر تک قرار پائے۔ یعنی آج کے دن کے بعد جو 30ردسمبر 1891ء ہے۔

جلسہ کے فوائد

آئندہ اگر ہماری زندگی میں 27ردسمبر کی تاریخ آجاوے تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہیے اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدائے تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر یک

نئے سال جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے۔ وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودّد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا۔ اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائیگا اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزت جلشانہ کوشش کی جائے گی اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے۔

کم مقدرت احباب پہلے سے تیاری کریں

اور کم مقدرت احباب کے لئے مناسب ہوگا کہ پہلے ہی سے اس جلسہ میں حاضر ہونے کا فکر رکھیں اور اگر تدبیر اور قناعت شعاری سے کچھ تھوڑا تھوڑا سرمایہ خرچ سفر کے لئے ہر روز یا ماہ بماہ جمع کرتے جائیں اور الگ رکھتے جائیں تو بلادقت سرمایہ سفر میسر آجاوے گا۔ گویا یہ سفر مفت میسر ہو جائے گا۔ اور بہتر ہوگا کہ جو صاحب احباب میں سے اس تجویز کو منظور کریں وہ مجھ کو ابھی بذریعہ اپنی تحریر خاص کے اطلاع دیں تا کہ ایک علیحدہ فہرست میں ان تمام احباب کے نام محفوظ رہیں کہ جو حتی الوسع والطاقت تاریخ مقررہ پر حاضر ہونے کے لئے اپنی آئندہ زندگی کے لئے عہد کر لیں اور بدل و جان پختہ عزم سے حاضر ہو جایا کریں بجز ایسی صورت کے کہ ایسے موانع پیش آجائیں جن میں سفر کرنا اپنی حد اختیار سے باہر ہو جائے۔ اور اب جو 27 دسمبر 1891ء کو دینی مشورہ کے لئے جلسہ کیا گیا اس جلسہ پر جس قدر احباب محض للہ تکلیف سفر اٹھا کر حاضر ہوئے خدا ان کو جزائے خیر بخشے اور ان کے ہر یک قدم کا ثواب ان کو عطا فرماوے۔ آمین ثم آمین۔''

(آسمانی فیصلہ۔ روحانی خزائن جلد 4 ص 351 تا 353)

جلسہ کے مزید فوائد

''بخدمت جمیع احباب مخلصین التماس ہے کہ 27 دسمبر 1892ء کو مقام قادیان میں اس عاجز کے محبوں اور مخلصوں کا ایک جلسہ منعقد ہوگا۔ اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہوں گے۔

یورپ وامریکہ کی ہمدردی کے لیے تدابیر حسنہ

ماسوا اس کے جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں۔ کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ (دین حق) کو قبول کرنے کے لئے طیار ہو رہے ہیں اور (دین حق) کے تفرقہ مذاہب سے بہت لرزاں اور ہراساں ہیں۔ چنانچہ انہیں دنوں میں ایک انگریز کی میرے نام چٹھی آئی جس میں لکھا تھا کہ آپ تمام

جانداروں پر رحم رکھتے ہیں اور ہم بھی انسان ہیں اور مستحق رحم۔ کیونکہ دینِ (۔) قبول کر چکے اور (دین حق) کی سچی اور صحیح تعلیم سے اب تک بے خبر ہیں۔ سو بھائیو یقیناً سمجھو کہ یہ ہمارے لئے ہی جماعت طیار ہونے والی ہے۔ خدا تعالیٰ کسی صادق کو بے جماعت نہیں چھوڑتا۔ انشاء اللہ القدیر سچائی کی برکت ان سب کو اس طرف کھینچ لائے گی۔ خدا تعالیٰ نے آسمان پر یہی چاہا ہے اور کوئی نہیں کہ اس کو بدل سکے۔ سو لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زادراہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لاویں اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ حرجوں کی پرواہ نہ کریں۔ خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر یک قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں ہوتی۔

اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں

اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ (دین حق) پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں طیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ عنقریب وہ وقت آتا ہے بلکہ نزدیک ہے کہ اس مذہب میں نہ نیچریت کا نشان رہے گا اور نہ نیچر کے تفریط پسند اور اوہام پرست مخالفوں کا، اور نہ خوارق کے انکار والے باقی رہیں گے اور نہ ان میں بیہودہ اور بے اصل اور مخالف قرآن روایتوں کو ملانے والے۔ اور خدا تعالیٰ اس امت وسط کے لئے بین بین کی راہ زمین پر قائم کر دے گا۔ وہی راہ جس کو قرآن لایا تھا۔ وہی راہ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سکھلائی تھی۔ وہی ہدایت جو ابتداء سے صدیق اور شہید اور صلحاء پاتے رہے۔ یہی ہوگا۔ ضرور یہی ہوگا۔ جس کے کان سننے کے ہوں سنے۔ مبارک وہ لوگ جن پر سیدھی راہ کھولی جائے۔

جلسہ میں شامل ہونے والوں کے لیے دعا

بالآخر میں دعا پر ختم کرتا ہوں کہ ہر یک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دور فرماوے۔ اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے اور روز آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین"
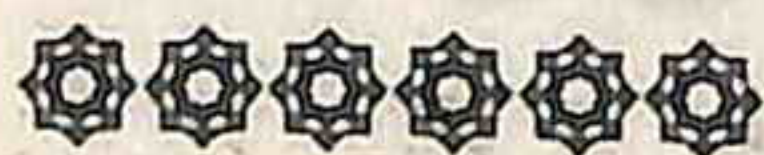
(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل جدید ایڈیشن صفحہ 282,281)

✿✿✿✿✿✿

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ

(مکرم فراست احمد راشد صاحب۔ ربوہ)

عالم متبحر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا نام عبداللہ اور کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی۔ آپؓ کے والد کا نام مسعود اور والدہ کا نام ام عبد تھا۔ آپؓ ان صحابہ کرام میں سے تھے جنہیں صحبت رسول میں بکثرت رہنے کا موقع ملا اور رسول پاکؐ نے جن چار صحابہ سے قرآن کریم پڑھنے کا ارشاد فرمایا ان میں سے پہلے نمبر پر تھے۔ آپؓ کی سیرت کے چند پہلو درج ذیل ہیں:

ایام جاہلیت میں زمانہ طفولیت عموماً بھیڑ بکریوں کے چرانے میں بسر ہوتا تھا یہاں تک کہ شرفا و امرا کے بچے بھی اس سے مستثنیٰ نہ تھے۔ گویا یہ ایک درس گاہ تھی جہاں سادگی، جفاکشی، وفاشعاری اور راستبازی کا عملی سبق دیا جاتا تھا۔

مکہ میں جب دعوتِ توحید کا غلغلہ بلند ہوا تو حضرت عبداللہؓ اسی درس گاہ میں تعلیم پا رہے تھے اور عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں ان کے سپرد تھی۔

(اسدالغابہ جلد 3 تذکرہ عبداللہ بن مسعودؓ)

اسلام

ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مونس و ہمدم حضرت ابوبکر صدیق کے ساتھ اس طرف سے گذرے جہاں یہ بکریاں چرا رہے تھے، حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان سے فرمایا "صاحبزادے! تمہارے پاس کچھ دودھ ہو تو پیاس بجھاؤ"۔ بولے "میں آپ کو دودھ نہیں پلا سکتا کیونکہ یہ دوسرے کی امانت ہے۔" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا تمہارے پاس کوئی ایسی بکری ہے جس نے بچے نہ دیئے ہوں"۔ عرض کی: "ہاں!" اور ایک بکری پیش کی آپ نے تھن پر ہاتھ پھیر کر دعا فرمائی، یہاں تک کہ وہ دودھ سے لبریز ہو گیا، حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس کو علیحدہ سے لے جا کر دوہا اس قدر دودھ نکلا کہ تینوں آدمیوں نے یکے بعد دیگرے خوب سیر ہو کر نوش فرمایا۔ (اسدالغابہ جلد 3 تذکرہ عبداللہ بن مسعودؓ)

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تھن سے فرمایا خشک ہو جا اور وہ پھر اپنی اصلی حالت پر عود کر آیا۔

اس کرشمہ قدرت نے حضرت عبداللہؓ کے دل پر بے حد اثر کیا، حاضر ہو کر عرض کی "مجھے اس مؤثر کلام کی تعلیم دیجئے"۔ آپ نے شفقت سے ان کے سر پر دست مبارک پھیر کر فرمایا: "تم تعلیم یافتہ بچے ہو"۔ غرض اس روز سے وہ معلم دین مبین کے حلقہ تلمذ میں داخل ہوئے اور بلاواسطہ خود مہبط وحی والہام سے ستر سورتوں کی تعلیم حاصل کی جن میں کوئی ان کا شریک و سہیم نہ تھا۔

(مسند احمد بن حنبل مسند عبداللہ بن مسعود حدیث نمبر 4398 جلد 2 صفحہ 50 سن ایڈیشن 1994ء بیروت)

آپ کا جسم لاغر، قد کوتاہ، رنگ گندم گوں، اور سر پر کانوں تک نہایت نرم و خوبصورت زلف، حضرت عبداللہؓ اس کو اس طرح سنوارتے تھے کہ ایک بال بھی

بکھرنے نہیں پاتا تھا۔

ٹانگیں نہایت پتلی تھیں حضرت عبداللہؓ ہمیشہ ان کو چھپائے رکھتے تھے ایک مرتبہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مسواک توڑنے کے خیال سے پیلو کے درخت پر چڑھے تو ان کی پتلی پتلی ٹانگیں دیکھ کر لوگوں کو بے اختیار ہنسی آگئی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم ان کی پتلی ٹانگوں پر ہنستے ہو حالانکہ یہ قیامت کے روز میزان عدل میں کوہ احد سے بھی زیادہ بھاری ہوں گی''۔ (طبقات ابن سعد قسم اوّل جلد 3 ص 110)

جب آپؓ ایمان لائے تو اسوقت مومنین کی جماعت صرف چند اصحاب پر مشتمل تھی اور کسی کو مکہ کی سرزمین میں رسول کریمؐ کے سوا اعلانیہ تلاوت قرآن کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ آپؓ نے اپنے آپ کو اس مقصد کے لئے پیش کیا اور دوسرے روز جب کہ تمام مشرکین قریش اپنی انجمن میں حاضر تھے، اس وارفتہ اسلام نے ایک طرف کھڑے ہو کر ساز توحید پر مضراب لگائی اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد علم القرآن کا سحر آفرین راگ چھیڑا۔ مشرکین کا یہ سننا تھا کہ تمام مجمع غیظ وغضب سے مشتعل ہو کر ٹوٹ پڑا اور اس قدر مارا کہ چہرہ ورم کر آیا۔ لیکن آپؓ برابر تلاوت کرتے گئے۔ جب آپؓ واپس آئے تو فرمایا ''خدا کی قسم! دشمنان خدا آج سے زیادہ میری نظر میں کبھی ذلیل نہ تھے، اگر تم چاہو تو کل میں پھر اسی طرح ان کے مجمع میں جا کر قرآن کریم کی تلاوت کروں''

لوگوں نے کہا ''بس جانے دو'' اسی قدر کافی ہے کہ جس کا سننا وہ ناپسند کرتے تھے اس کو تم نے بلند آہنگی کے ساتھ ان کے کانوں تک پہنچا دیا۔''

(اسد الغابہ جلد 3 تذکرہ عبداللہ بن مسعودؓ)

حضرت عبداللہؓ کے جوش وغیرت ایمان نے رفتہ رفتہ مشرکین قریش کو دشمن بنا دیا، یہاں تک کہ ان کی مسلسل وپیہم ایذا رسانیوں سے تنگ آ کر دو دفعہ سرزمین حبش کی صحرا نوردی پر مجبور ہوئے، پھر تیسری دفعہ دائمی ہجرت کا ارادہ کر کے یثرب کی راہ لی اور یہاں پہنچ کر حضرت معاذ بن جبلؓ کے مہمان ہوئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ تشریف لانے کے بعد ان دونوں میں بھائی چارہ کرا دیا اور مستقل سکونت کے لئے حضرت عبداللہؓ کو مسجد نبوی سے متصل ایک قطعہ زمین مرحمت فرمایا۔

(طبقات ابن سعد قسم اوّل جلد 3 تذکرہ عبداللہ بن مسعودؓ)

غزوات

آپؓ تمام مشہور جنگوں میں جانبازی وپامردی کے ساتھ سرگرم پیکار تھے۔ غزوہ بدر میں رسول پاکؐ نے فرمایا کہ کوئی ابوجہل کی خبر لائے تو آپ فوراً گئے اور ابوجہل کو جو کہ ابھی زندہ تھا یا کچھ جان باقی تھی اس کی داڑھی پکڑ کر کہا کہ ابوجہل تو ہی ہے۔ (بخاری کتاب المغازی باب قتل ابی جہل)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام خاص میں شامل تھے، مسواک اٹھا کر رکھنا، جوتا پہنانا، سفر کے موقع پر کجاوہ کسنا اور عصا لیکر آگے چلنا آپ کی مخصوص خدمت تھی، اس خدمت گذاری کے ساتھ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمدم وہمراز بھی تھے۔ (مستدرک جلد 3 ص 316)

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ:

''ہم یمن سے آئے اور کچھ دنوں تک مدینہ میں رہے، ہم نے عبداللہ بن مسعودؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس کثرت سے آتے جاتے دیکھا کہ ہم ان کو (عرصہ تک) خاندان رسالت کا ایک رکن گمان کرتے رہے۔'' (صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب من فضائل عبداللہ..)

آپؓ نے ستر سے زائد سورتیں خود رسول کریمؐ سے سن کر یاد کرلی تھیں اور قرآن کریم کے علم کے بارے میں آپؓ کا دعویٰ تھا کہ قرآن کریم کی کوئی آیت ایسی نہیں تھی جس کی نسبت میں یہ نہ جانتا ہوں کہ کب، کہاں اور کس بارہ میں اتری ہے۔

اس سے بڑھ کر ان کی قرآن دانی کی اور کیا سند ہوسکتی ہے کہ خود حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر لوگوں سے فرمایا کہ قرآن چار آدمیوں سے سیکھو، عبداللہ بن مسعود، سالم، ابی بن کعبؓ اور معاذ بن جبل۔

(بخاری کتاب فضائل اصحاب النبی باب مناقب عبداللہ بن مسعودؓ)

آپؓ حدیث کے بیان کرنے میں نہایت احتیاط فرماتے تھے۔ حضرت عمرو بن میمون فرماتے ہیں کہ:

''ایک مرتبہ حدیث بیان کرتے ہوئے اتفاقاً ان کی زبان سے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فقرہ نکل گیا، تو دیکھا کہ ان کا تمام بدن تھرا اٹھا اور خوف و ہراس سے عرق عرق ہوگئے۔'' (ابن سعد قسم اوّل جزء ثالث ص 110)

حضرت عبداللہؓ کو مہمان نوازی کا نہایت شوق تھا، انہوں نے کوفہ میں موضع الرمادہ کا مکان مخصوص طور سے مہمانوں کے لئے خالی کر دیا تھا۔ (تاریخ طبری ص 2842)

حضرت عبداللہؓ کو جب سفر آخرت کا یقین ہوگیا تو انہوں نے حضرت زبیرؓ اور ان کے صاحبزادہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو بلا کر اپنے مال و اسباب اور اولاد نیز خود اپنی تجہیز و تکفین کے متعلق مختلف وصیتیں فرمائیں اور ساٹھ برس سے کچھ زیادہ عمر پاکر 32ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا'' مستند و صحیح روایت کے مطابق امیرالمومنین حضرت عثمانؓ نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور حضرت عثمان بن مظعونؓ کے پہلو میں سپرد خاک کیا۔'' انا للہ وانا الیہ راجعون

(طبقات ابن سعد قسم اوّل جلد 3 ص 113)
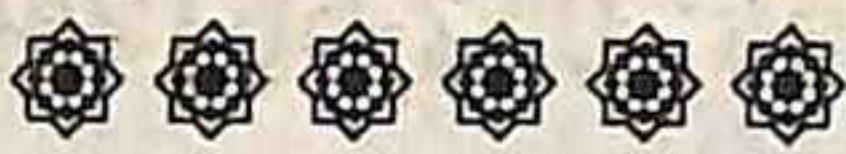
ساری نصائح قرآنی کا مغز

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''یہ میری نصیحت ہے جس کو میں ساری نصائح قرآنی کا مغز سمجھتا ہوں۔ قرآن شریف کے 30 سپارے ہیں اور وہ سب کے سب نصائح سے لبریز ہیں۔ لیکن ہر شخص نہیں جانتا کہ ان میں سے وہ نصیحت کون سی ہے جس پر اگر مضبوط ہو جاویں اور اس پر پورا عملدرآمد کریں تو قرآن کریم کے سارے احکام پر چلنے اور ساری منہیات سے بچنے کی توفیق مل جاتی ہے۔ مگر میں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ کلید اور قوت دعا ہے۔ دعا کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ میں یقین رکھتا ہوں اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ پھر اللہ تعالیٰ ساری مشکلات کو آسان کر دے گا۔''

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 149)

KUNDAN JEWELLERS

A Name of Quality

کندن جیولرز

AQSA ROAD RABWAH PAKISTAN

OFF:+92-47-6213584

CELL:+92-301-7962300

Mubarak Jewellers

Main BazarDaska

Ph: 052-6613871

Mob: 0300-6405169

Res: 052-6619409

بانی محمد ابراہیم عابد صراف

WORKING TO IMPROVE YOUR SMILE

DR. NOMAAN NASIR & ASSOCIATES

DENTAL SPECIALISTS

Experts at: DENTAL IMPLANTS, FIXED BRACES, TOOTH WHITENING, COSMETIC DENTISTRY, CROWNS, BRIDGE etc.

ISLAMABAD CLINIC

MEZ # 3

SAFDAR MENSION

BLUE AREA

PH # 2201681

RAWALPINDI CLINIC

28-E SATELLITE TOWN

RAWALPINDI

PH# 4413449

خلیفۂ وقت کی ایک تحریک

نوجوان جرنلزم میں زیادہ سے زیادہ جانے کی کوشش کریں

حضرت مسیح موعودؑ نے اخبار الحکم اور البدر کو اپنا بازو قرار دیا تھا
عصر حاضر میں صحافت کو مملکت کا چوتھا ستون قرار دیا جاتا ہے

(مکرم محمد محمود طاہر صاحب۔ ربوہ)

مغربی ممالک کے بعض اخبارات میں توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کے خلاف احتجاج نے ایک ایسا روپ دھارا کہ خود اپنی املاک کو ہی نقصان پہنچانا شروع کر دیا گیا۔ توڑ پھوڑ اور آگ کے شعلوں نے اپنے آپ کو ہی لپیٹ میں لیا اور دین کی تصویر پر مزید داغ لگے۔ ایسے میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے متوجہ فرمایا کہ توہین آمیز خاکوں کی مذمت اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سچا پیار اور سچی محبت کا اظہار اس طرح کریں کہ آپؐ کے پاک اسوہ اور خوبصورت و بے مثل سیرت طیبہ کی تشہیر دنیا میں کریں تا رحمت کے پیکر، امن و آشتی کے پیامبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا حسن دنیا کو دکھایا جائے۔ اس تناظر میں حضور انور نے نوجوانوں کو خدمت دین کے مقصد سے صحافت کے پیشہ میں آنے کی تحریک فرمائی تا کہ ایسی بے ہودہ حرکات کے خلاف جہاد کیا جا سکے۔

نوجوانوں کو جرنلزم میں آنے کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 10 رفروری 2006ء میں جرنلزم میں آنے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:-

''پھر یہ بھی ایک تجویز ہے آئندہ کے لئے، یہ بھی جماعت کو پلان (Plan) کرنا چاہیے کہ نوجوان جرنلزم (Journalism) میں زیادہ سے زیادہ جانے کی کوشش کریں۔ جن کو اس طرف زیادہ دلچسپی ہوتا کہ اخباروں کے اندر بھی ان جگہوں پر بھی ان لوگوں کے ساتھ بھی ہمارا نفوذ رہے کیونکہ یہ حرکتیں وقتاً فوقتاً اٹھتی رہتی ہیں۔ اگر میڈیا کے ساتھ زیادہ سے زیادہ وسیع تعلق قائم ہوگا تو ان چیزوں کو روکا جا سکتا ہے۔''

(روزنامہ الفضل 7 اپریل 2006ء)

اس تحریک پر ہمارا فرض

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہر تحریک پر لبیک کہنا ہمارا اولین فریضہ ہے۔

جرنلزم کے میدان میں آنے کے دو طریق ہو سکتے ہیں۔ ایک بطور پیشہ اور دوسرے فری لانس یعنی رضا کارانہ طور پر اپنی خدمات شعبہ جرنلزم کے لئے پیش کی جائیں۔ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے تحریر کا ملکہ عطا فرمایا ہے

وہ اپنی تحریرات میں دین کا حقیقی چہرہ اور سیرت طیبہ کا حسن دکھا کر لوگوں کی راہنمائی کر سکتے ہیں۔ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے تقریر یا بولنے کا ملکہ دیا ہے وہ مختلف فورمز پر بول سکتے ہیں۔ آج بے شمار سیٹیلائیٹ و کیبل چینلز چل رہے ہیں جن میں لاتعداد پروگرامز گفتگو پر مبنی ہوتے ہیں۔ ان میں سوالات کا موقع بھی دیا جاتا ہے بعض میں ای میلز کی سہولت بھی رکھی جاتی ہے۔ اس سہولت سے فائدہ اٹھا کر اپنی بات بیان کی جاسکتی ہے۔ جو لوگ لکھنے یا بولنے سے کتراتے ہیں وہ دوسروں کو متوجہ کر سکتے ہیں کہ فلاں چینل پر فلاں پروگرام میں یوں بات ہوئی اس کے بارہ میں تحریر کیا جائے یا میل کی جائے یا سوال کیا جائے اس طرح پر معاشرے کے سبھی لوگ اس تحریک پر لبیک کہہ سکتے ہیں۔

جرنلزم بطور پیشہ کے

ایسے نوجوان جو ابھی اپنی زندگی کے بارہ میں فیصلہ نہیں کر سکے وہ علاوہ دوسرے پیشوں کے صحافت کو اختیار کر کے بہتر رنگ میں خدمت دین اور خدمت انسانیت کر سکتے ہیں۔ اگر آپ نے صحافت میں اعلیٰ تعلیمی ڈگری وغیرہ نہیں بھی حاصل کی تو بھی اچھی تحریر کا ملکہ ہونے کی وجہ سے آپ کسی اخبار یا رسالے سے منسلک ہو کر اپنا مدعا بیان کر سکتے ہیں۔ انگریزی میں مہارت رکھنے والے نوجوان تو بہت بہتر طور پر یہ پیشہ اختیار کر سکتے ہیں کیونکہ انگریزی اخبارات و رسائل میں ایم اے جرنلزم کے ساتھ ساتھ انگریزی میں مہارت ضروری ہے اور اگر آپ نے جرنلزم میں تعلیم نہیں بھی حاصل کی تو انگریزی کی بنیاد پر ہی آپ اس پیشہ سے منسلک ہو سکتے ہیں اور پھر اپنے تجربہ سے جرنلسٹ بن جائیں گے۔

صحافت یا جرنلزم کیا ہے

صحافت کا لفظ صحیفہ سے نکلا ہے جس کے معنی کتاب یا رسالہ کے ہیں اور صحیفہ ایسا اخبار یا رسالہ کہلاتا ہے جو ایک عرصہ سے ایک معین مدت کے بعد شائع ہو۔ جو لوگ اخبارات و رسائل کی ترتیب و تدوین و تزئین سے وابستہ ہوں انہیں صحافی کہا جاتا ہے اور اس پیشے کو صحافت کہتے ہیں۔ انگریزی میں اس پیشہ کو جرنلزم اور اس سے وابستہ شخص کو جرنلسٹ کہا جاتا ہے۔ جرنل کے لغوی معنی روزنامچہ، بہی، کھاتہ کے ہیں۔ عصر حاضر میں جب ریڈیائی اور ٹیلی ویژن صحافت کو مطبوعہ صحافت میں شامل کرلیا گیا ہے تو اس کے لئے ابلاغیات کا لفظ استعمال ہونا شروع ہوگیا ہے جسے انگریزی میں (Mass Communication) کہتے ہیں۔

صحافت کا آغاز

دو ہزار سال قبل صحافت کا باقاعدہ آغاز ہو گیا تھا جب روزنامچوں کی شکل میں صحافت شروع ہوئی۔ یونانی اور چینی اس صحافت کے بانیوں میں سے ہیں۔

باقاعدہ صحافت کا آغاز یورپ میں مطبع یعنی چھاپہ کی ایجاد سے ہوا۔ سترھویں صدی عیسوی میں یورپ میں باقاعدہ اخبارات و رسائل نکلنے شروع ہوئے۔ یورپ کا پہلا باقاعدہ اخبار جرمنی سے 1606ء میں نکلا۔ امریکہ کا پہلا باقاعدہ اخبار بوسٹن سے 1704ء میں نکلا۔ (چین

میں ایک ہزار قبل اخبار جاری ہو گیا تھا لیکن دوسری دنیا اس سے بے خبر تھی)۔

برصغیر میں صحافت کا آغاز قلمی اخباروں سے ہوا جسے مسلمان حکمرانوں کے دور میں وقائع نگار مرتب کرتے تھے۔ اس صحافت کو وقائع نویسی/نگاری کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ سلاطین دہلی سے لے کر مغلیہ دور تک یہ صحافت عروج پر تھی۔ برصغیر کا پہلا مطبوعہ اخبار 1780ء میں کلکتہ سے جیمز اگسٹس ہکی نے نکالا جو "ہکی گزٹ" کے نام سے مشہور ہے۔ یہ اخبار انگریزی زبان میں تھا۔ اردو میں پہلا اخبار 1822ء میں "جام جہاں نما" کے نام سے کلکتہ سے نکلا۔ جماعت احمدیہ کا سب سے پہلا اخبار الحکم ہے جسے حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے 1897ء میں نکالا۔

صحافت کا مقصد

صحافت کا بنیادی مقصد لوگوں کو معلومات فراہم کرنا، لوگوں کی رہنمائی کرنا اور لوگوں کو صحت مند تفریح فراہم کرنا ہے۔ غیر جانبداری اور صداقت صحافت کی جان ہیں ان دو خصوصیات کی بنیاد پر ہی آپ کسی اخبار یا رسالے کو پرکھ سکتے ہیں یا کسی صحافی کی شہرت کا تعین کر سکتے ہیں۔ صحافت چونکہ اب صنعت کا درجہ بھی اختیار کر چکی ہے اس لئے اپنی صنعت کی ترقی کے لئے اس پیشہ سے وابستہ لوگوں نے اپنے پیشہ کی مقصدیت کو فراموش کرنا شروع کر دیا ہے اور صداقت و غیر جانبداری سے اعراض بھی کیا جاتا ہے اس کے نتیجہ میں "زرد صحافت" کی اصطلاح نکلی یعنی ایک ایسی صحافت جو لوگوں میں سنسنی خیزی پیدا کرے خواہ اس میں صداقت ہو یا نہ ہو۔

صحافت کی طاقت

پریس کو مملکت کا چوتھا ستون قرار دیا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اخبار الحکم اور البدر کو اپنے بازو قرار دیا اس سے صحافت کی اہمیت وافادیت اور طاقت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ لیکن عصر حاضر میں تو یہ بہت بڑی طاقت بن کر سامنے آیا ہے۔ حکومتوں کے بنانے اور توڑنے میں پریس اہم کردار ادا کرتا ہے۔ لوگ سنتے ہیں، پڑھتے ہیں اور دیکھتے ہیں اور پھر یقیناً اس کے نتیجہ میں متاثر ہوتے ہیں۔ کسی بات کو کسی بھی انداز میں بیان کر کے آپ اپنا مقصد حاصل کر سکتے ہیں۔ اس لئے اب کسی بھی ملک پر زمینی یا فضائی حملہ سے پہلے اس کے خلاف میڈیا کی جنگ شروع کی جاتی ہے۔ لوگوں کو ذہنی طور پر تیار کر لیا جاتا ہے کہ فلاں غلط اور ہم درست ہیں۔ فلاں دہشت گرد اور ہم محافظ ملت ہیں۔ جب میڈیا کی جنگ جیت لی جائے تو پھر آلات جنگ بھی درست نشانہ پر بیٹھتے ہیں۔ ماضی قریب میں سوویت یونین کی شکست و ریخت اور خلیج کی جنگوں میں مغربی پریس نے اپنے مقاصد کو خوب حاصل کیا۔ اور اب بھی اس ہتھیار کو استعمال کر کے ایک جنگ میں شامل ہونے والے افراد کو مجاہدین کا نام دیا جاتا ہے تو پھر انہیں کو دہشت گرد ثابت کر دیا جاتا ہے۔

آزادی صحافت کی حدود و قیود

آزادی رائے اور آزادی صحافت کا چرچا آپ روز سنتے ہیں۔ آزادی کے نام پر آج ایسے جرائم ہو رہے کہ انسان کی نجی زندگی بھی اس سے کلی طور پر محفوظ نہیں

رہی۔ پردہ داری کی بجائے پردہ دری کی جاتی ہے۔ عزت نفس کا خیال رکھنا جہاں صحافت کا فرض تھا وہاں اب عصمتِ انبیاء تک بھی محفوظ نہیں رہی اور انبیاء کے ساتھ مذاق کو بھی آزادیٔ صحافت کا نام دیا جاتا ہے۔ حالانکہ بین الاقوامی سطح پر صحافتی ضابطہ ہائے اخلاق موجود ہیں لیکن آزادی کے نام پر ان آداب کو فراموش کر دیا جاتا ہے۔

عصمت انبیاء کی حفاظت، شرف انسانیت کے قیام اور لوگوں کی تعلیم و تربیت اور راہنمائی کے لئے نوجوانوں کو خدمت دین اور پیشۂ صحافت کو مشن کے طور پر اپنانے کے جذبہ سے اس میدان میں اترنا چاہیے۔ نوجوانوں کو خلیفۂ وقت کی اس تحریک پر لبیک کہتے ہوئے جرنلزم کے پیشہ میں آگے آنا چاہیے۔

ایم۔اے جرنلزم

پاکستان میں جو نوجوان ایم۔اے ابلاغیات جرنلزم کرنا چاہتے ہیں انہیں بی اے میں جرنلزم کا مضمون رکھنا فائدہ دے گا۔ اس کے اضافی نمبر حاصل ہوں گے۔ اس لئے ایف۔اے یا ایف۔ایس۔سی کرنے والے نوجوان بی۔اے میں اپنے مضامین کا انتخاب کرتے وقت جرنلزم کو بھی شامل کریں تا کہ ایم۔اے میں داخلہ کے وقت سہولت رہے۔ جو طلبہ بی۔اے کا امتحان پرائیویٹ طور پر دیتے ہیں وہ دوسرے مضامین کے ساتھ جرنلزم کو اختیار کریں تا کہ ایم۔اے جرنلزم ریگولر طور پر پاکستان کی کسی بھی یونیورسٹی سے کرسکیں۔ اس کے بعد صحافت میں مزید اعلیٰ تعلیم ایم۔فل، پی ایچ ڈی کی سہولت

تمام تدبیریں خلافت کے ماتحت ہوں

سیدنا حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

''میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خواہ تم کتنے عقلمند اور مدبر ہو، اپنی تدابیر اور عقلوں پر چل کر دین کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ جب تک تمہاری عقلیں اور تدبیریں خلافت کے ماتحت نہ ہوں اور تم امام کے پیچھے پیچھے نہ چلو، ہرگز اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت تم حاصل نہیں کر سکتے۔ پس اگر تم خدا تعالیٰ کی نصرت چاہتے ہو تو یاد رکھو اس کا کوئی ذریعہ نہیں سوائے اس کے کہ تمہارا اُٹھنا بیٹھنا، کھڑا ہونا اور چلنا۔ تمہارا بولنا اور خاموش ہونا میرے ماتحت ہو۔''

(الفضل 4 ستمبر 1937ء صفحہ 8)

بھی پاکستان میں موجود ہے۔ اس لئے اپنی انگریزی پر بھی خاص توجہ دیں کیونکہ یہ آپ کی آئندہ پیشہ وارانہ ترقی میں اہم کردار ادا کرے گی۔ انگریزی صحافت کے لئے انگریزی زبان کا معیاری ہونا تو ضروری ہے ہی لیکن اردو صحافت کے لئے بھی انگریزی بہت ضروری ہے کیونکہ دنیا بھر سے خبریں تو انگریزی میں موصول ہوں گی۔ ان کا ترجمہ آپ کو کرنا پڑے گا اس لئے انگریزی اور صحافت کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ پیشۂ صحافت سے وابستہ ہونے والے نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ مضمون نگاری کی مشق شروع کریں تبھی آپ اپنا مقصد حاصل کرسکیں گے اور خدمت دین و خدمت انسانیت کے فریضہ سے عہدہ براء ہوسکیں گے۔

ایک لمحے میں گزر جاتے ہیں سارے لمحے

جو تری یاد کی خوشبو نے سنوارے لمحے
کر لیے مَیں نے غزل بند وہ سارے لمحے

روشنی تو بھی سہی روشنیاں وہ بھی تو تھے
ربِ تخلیق نے جو مجھ پہ اتارے لمحے

کوئی ہالہ جو کسی چاند کو زنجیر کرے
کوئی تنویر جو ظلمت میں نکھارے لمحے

وقت ٹھہرا، کبھی دوڑا ، کبھی رک رک کے چلا
دل کی بازی کبھی جیتے ، کبھی ہارے لمحے

آپ آتے ہیں تو ہوتی ہے عجب وقت کی چال
ایک لمحے میں گزر جاتے ہیں سارے لمحے

یاد کر زندگی ، اے زندگی! اَن جان نہ بن
ہم نے بھی ساتھ ترے ساتھ گزارے لمحے

گیت مالا جو بُنا کرتے تھے پلکوں پہ رشید
کتنے فنکار تھے وہ راج دُلارے لمحے

(مکرم رشید قیصرانی صاحب)

خدا تعالیٰ جماعت احمدیہ عالمگیر کو دن
دُگنی رات چوگنی ترقیات سے
نوازے۔ آمین

دعاگو

قائد مجلس و عاملہ
پنڈی بھاگو ضلع سیالکوٹ

ہم حضور کی درازی عمر اور آپ کی
قیادت میں جماعت کے پورے عالم
پر غلبے کے لئے دعا گو ہیں

منجانب

مجلس خدام الاحمدیہ
ڈسکہ کوٹ
ضلع سیالکوٹ

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا
میں خاک تھا اسی نے ثریا بنا دیا

اسٹاکسٹ

گنج گلاس ورکس۔ نیلم گلاس انڈسٹری حسن ابدال۔ خواجہ فلوٹ گلاس۔ غنی فلوٹ گلاس
امپورٹڈ فلوٹ گلاس ڈارک گرین۔ ڈارک گرے۔ اوشین بلیو۔ ڈارک بلیو۔ گرین مرکری
بلیو مرکری۔ لائٹ براؤن۔ ڈارک براؤن آئینہ امپورٹڈ 8MM, 12MM سفید دستیاب ہے۔

یونیورسٹی روڈ سرگودھا۔ فون 048-3216585-3225905,0300-6038957

محمد اشرف ڈھڈی۔ محمد افضل ڈھڈی۔ ناصر احمد ڈھڈی اینڈ طارق احمد یوسف

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی روشنی میں

یہ مسائل تصوّف

مرزا اسد اللہ خاں غالبؔ کے اشعار کی لطیف تشریح

(مکرم میر انجم پرویز صاحب۔ نارووال)

رات پی زمزم پہ مئے اور صبح دم

خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰؍ مارچ ۱۹۸۹ء میں عہد بیعت کی عظیم الشان حکمت بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

''یہ جو بچنے کی کوشش کرتا رہوں گا'' ہے یہ ایک بہت ہی حکیمانہ کلام ہے۔ وہ اس لئے کہ اگر یہ عہد ہوتا کہ میں ہر قسم کے گناہوں سے بچوں گا تو یہ ایک ایسا عہد ہوتا جسے قبول کرنے کی شاید کسی میں بھی ہمت نہ ہوتی کیونکہ کون کہہ سکتا ہے کہ مَیں ہر قسم کے گناہوں سے ہمیشہ بچ جاؤں گا۔ اور اگر ایسا کوئی عہد رکھا ہی نہ جاتا تو پھر گویا سب کو کھلی چھٹی ہو جاتی کہ پچھلے گناہوں کی بخشش مانگنا ہمارا کام رہ گیا ہے۔ گناہ کرتے چلے جائیں بخشش مانگتے چلے جائیں یعنی وہی بات ہوتی کہ۔

رات پی زمزم پہ مئے اور صبح دم
دھوئے دھبے جامۂ احرام کے

جامۂ احرام کے دھبے دھوتے چلے جائیں اور پھر رات کو مئے بھی پیتے چلے جائیں۔ اسی قسم کی ایک زندگی بنتی تو یہ دیکھئے کتنے خوبصورت الفاظ ہیں۔ کمزوروں کو حوصلہ دلانے والے اور صاحب عزم لوگوں کو ہمیشہ ان کا عہد سامنے رکھنے والے اور عظیم مقامات جن کی طرف انہوں نے آگے بڑھنا ہے وہ ان کے پیش نظر رکھنے والے ہیں۔ یہ عہد کیا ہے کہ مَیں تمام عمر، جب تک میں زندہ رہوں گا، گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتا رہوں گا یہ امر واقع ہے کہ اگر انسان گناہوں سے بچنے کی واقعۃً کوشش کرتا ہے تو خدا تعالیٰ ضرور توفیق عطا فرما دیتا ہے کہ وہ گناہوں سے بچ جائے لیکن بہت سے ایسے گناہ ہیں جن میں انسان گناہ کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے اور اس کا بس نہیں چلتا اور اچانک کبھی خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کو روشنی ملے تو وہ جاگ اٹھتا ہے اور دیکھتا ہے کہ ہاں مَیں کیا کر رہا ہوں۔ ورنہ بسا اوقات وہ یہی سمجھتا ہے کہ مَیں گناہوں سے بچنے کی کوشش میں زندگی خرچ کر رہا ہوں۔ اس لئے یہ شعور بیدار کرنے کا وقت ہے خوب اچھی طرح اپنے حالات پر غور کریں اور دیکھیں کہ کیا واقعی آپ کوشش کر رہے ہیں کہ نہیں کر رہے''۔ (الفضل ۲۵؍ مارچ ۱۹۸۹ء)

یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالب

۱۰؍ مارچ ۱۹۸۹ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:۔

''آپ جانتے ہیں کہ ہزار مرتبہ انسان پر ایسے وقت

آتے ہیں جب وہ مالی معاملات میں بددیانتی کی کوشش کررہا ہوتا ہے اور باشعور طور پر اس کو علم نہیں ہوتا کہ میں یہ کررہا ہوں۔ اور کئی قسم کی دنیاوی لذتوں کے پیچھے بھاگ رہا ہوتا ہے۔ جانتا ہے کہ یہ گناہ ہے۔ چھوٹا گناہ ہے یا بڑا گناہ ہے مگر گناہ ضرور ہے اور اس کے باوجود وہ کوشش کررہا ہوتا ہے۔ غالبؔ نے اپنی زندگی کے حالات پر غور کرنے کے بعد جب اپنا جائزہ لیا تو اسی نتیجے تک پہنچا تھا کہ انسان دراصل جتنے گناہ کرسکتا ہے اس سے بہت زیادہ کرنے کی کوشش کرتا ہے چنانچہ اس مضمون کو اس نے اس طرح باندھا کہ۔

ناکردہ گناہوں کی بھی حسرت کی ملے داد
یا رب گر ان کردہ گناہوں کی سزا ہے

اے خدا! جو گناہ میں نے کئے ہیں جن کی تُو مجھے سزا دینے والا ہے یہ تو کچھ بھی نہیں۔ ناکردہ گناہوں کی جرأتیں اگر شامل کرلی جائیں تو بے انتہاء گناہ بن جاتے ہیں اور یہ محض ایک شاعری نہیں ہے۔ یہ انسانی اعمال پر ایک صاحبِ بصیرت کی گہری نگاہ ہے۔ غالبؔ میں اگر بعض کمزوریاں نہ ہوتیں تو وہ خود کہتا ہے اور خود اس بات کا شعور رکھتا تھا کہ۔

یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالبؔ
تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

تو واقعۃً جب وہ یہ باتیں بیان کرتا ہے تو گہری سوچ اور فکر کے نتیجے میں اس نے انسانی فطرت کے بعض راز پائے ہیں اور یہ محض شاعری نہیں یہ مسائل تصوف ہیں۔ پس آپ بھی اپنی زندگیوں پر غور کرکے دیکھیں گے تو آپ یہ معلوم کرکے حیران رہ جائیں گے کہ ہم میں سے اکثر کی اکثر زندگی گناہوں کی حسرتوں اور تمناؤں میں کٹ گئی ہے اور ہم سمجھ یہ رہے ہیں کہ ہم کوشش کررہے ہیں کہ ہم گناہ نہ کریں۔ جو لوگ بالا رادہ کوشش کرتے ہیں، ان کوششوں کو خدا تعالیٰ کی طرف سے کامیاب کیا جاتا ہے۔ حقیقت میں بندے کا کام ہی نہیں ہے کہ وہ بے گناہ اور معصوم ہوجائے۔ اس کی ذمہ داری کوشش سے بڑھ کر نہیں ہوسکتی اور اسی حد تک اس پر ذمہ داری ڈالی گئی ہے''۔

(الفضل ۲۵ مارچ ۱۹۸۹ء)

آج کچھ درد مرے دل میں سوا ہوتا ہے

۲۹ مئی ۱۹۸۷ء کو عیدالفطر کے موقع پر خطبہ عید کے لئے صبر کا مضمون منتخب کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:-

''آج کے خطبہ کے لئے میں نے صبر کا جو مضمون چنا ہے اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ جس طرح پہلی عیدیں بھی ہمیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانیاں کرنے والوں کی یاد دلاتی ہیں اسی طرح آج یہ عید بھی اُن لوگوں کی یاد لے کر آئی ہے۔ غالبؔ کا ایک مصرعہ مجھے یاد آرہا ہے۔ کہتا ہے۔

آج کچھ درد میرے دل میں سوا ہوتا ہے

خدا کے کچھ ایسے بندے بھی ہیں جو بہت ہی دکھوں میں مبتلا ہیں جنہوں نے محض خدا کی خاطر ہر مصیبت کو برداشت کرنے کا عزم کررکھا ہے۔ وہ کامل وفا کے ساتھ سلوک کی راہوں پر قدم مار رہے ہیں اور ان کو اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ دنیا کا کتنا بڑا جابر اور کیسا فرعون اور کیسا ظالم انسان اُن پر مسلط ہے۔ بایں ہمہ وہ یہ عزم لے کر بیٹھے ہوئے ہیں

کہ اگر اس راہ میں انہیں جان بھی دینی پڑے تو اس سے دریغ نہیں کریں گے مگر خدا اور خدا کے دین سے کبھی بے وفائی نہیں کریں گے"۔ (الفضل ۳؍مئی ۱۹۸۹ء)

غالب کا یہ پورا شعر اس طرح ہے۔

رکھیو غالبؔ! مجھے اس تلخ نوائی میں معاف
آج کچھ درد مرے دل میں سوا ہوتا ہے

عشرتِ قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا

خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸؍اپریل ۱۹۸۹ء کا خلاصہ روزنامہ الفضل نے شائع کرتے ہوئے لکھا:-

"حضور انور نے غالبؔ کے شعر

عشرتِ قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا
درد کا حد سے گزرنا ہے دوا ہو جانا

کی روشنی میں فرمایا کہ میں اس کو ہمیشہ توحید کے مضمون پر اطلاق کر کے اس کی لذت حاصل کرتا ہوں۔ ہم ایک قطرہ ہیں اور ہمارے مقابل پر سمندر ہیں۔ ہماری عشرت یہ نہیں ہے کہ ان شور سمندروں میں غائب ہو جائیں اور ان کے ساتھ یک جہتی اختیار کر کے ان کی عظمتوں کو اپنی عظمت سمجھنے لگیں۔ یہی وہ مضمون ہے جو پاکستان ہمیں دے رہا ہے اور یہی وہ پیغام ہے جو آج بعض دیگر مسلمان ممالک ہمیں دے رہے ہیں اور وہ یہی کہتے ہیں کہ آؤ ہم تمہیں عشرتِ قطرہ بتاتے ہیں۔ تم ہمارے مقابل پر ایک قطرہ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے اور قطرے کی لذت یہ ہوا کرتی ہے کہ وہ سمندر میں غرق ہو جائے اور اپنے وجود اور اپنی انفرادیت کو کھو دے۔ پھر تم ہم جیسے ہو جاؤ گے اور ہمارے غلبوں کے ساتھ غلبے حاصل کرو گے۔ لیکن میں ان سے کہتا ہوں کہ "نہیں"، ہم اور قسم کے قطرے ہیں۔ ہم وہ قطرے ہیں جو توحید میں فنا ہونے والے ہیں۔ تمہارے سمندروں کے تو کنارے موجود ہیں مگر توحید باری تعالیٰ بے کنار ہے۔ اس کی کوئی حد یں نہیں ہیں۔ اگر تمہارے سمندر میں غرق ہونے سے قطرہ تمہارے سمندر کی عظمتیں حاصل کر سکتا ہے تو کیوں غور نہیں کرتے کہ توحید باری تعالیٰ کے سمندر میں غرق ہونے سے ایک قطرہ کتنی عظیم الشان اور نا قابل بیان عظمتیں حاصل کر سکتا ہے۔ پس یہ وہ عشرت ہے جس کی طرف میں آپ کو بلاتا ہوں۔ اپنے وجود کے حقیر ذرّے کو اور جماعت کے ایک قطرے کو آپ توحید باری تعالیٰ کے ناپیدا کنار سمندر میں غرق کر دیں پھر آپ نے غالب آنا ہی آنا ہے۔ کوئی دنیا کی طاقت آپ پر غالب نہیں آ سکتی...... یہ سمندر پھر آپ کی منتیں کریں گے کہ اے قطرۂ توحید ہمیں اپنے اندر داخل کر لو۔ ہمیں اپنے وجود کا حصہ بناؤ۔ ہمیں پاک بناؤ تا کہ ہم تمہارے ساتھ مل کر خدا کی توحید کے عظیم سمندر کا حصہ بن جائیں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے"۔ (الفضل ۱۴؍مئی ۱۹۸۹ء)

(باقی آئندہ)

خالص سونے وچاندی کے دیدہ زیب زیورات
بنوانے کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں

مرزا محمد اسلم جیولرز

پروپرائٹر
مرزا محمد اکرم، محمد اکمل

اڈہ سراج، مرید کے روڈ، نارووال
دکان نمبر: 0542-421023
موبائل: 0300-7775023
رہائش: 0542-421347

ڈیلر: کھاد۔ بیج۔ سپرے۔ چاول

پروپرائٹر
ملک خلیل احمد اینڈ سنز

کہروڑ پکا موڑ لودھراں شہر

الٰہی موبائلز، اسیسریز اینڈ پی سی او

☆ ہر قسم کے نئے وپرانے موبائل سیٹ کی سیل اور سروس
☆ تمام موبائلز کنکشن
☆ تمام کالنگ کارڈز اور موبائل کارڈز
☆ موبائل سیٹ میں رنگ ٹونز ڈاؤن لوڈ کروائیں
☆ پی سی او

پروپرائٹر
نعمان الٰہی، جمیل الٰہی
بالمقابل ریلوے اسٹیشن شاہین آباد ضلع سرگودھا

0300-8605175

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا
میں خاک تھا اُسی نے ثریا بنا دیا

سپر جنرل سٹور

طالب دعا
ذیشان ظہور، عمیر ظہور

مجلس الشمس سرگودھا

شوخیٔ تحریر

چین سے واپسی پر ہم نے چین کا سانس لیا

(مرسلہ: مکرم عبدالحق صاحب۔ ربوہ)

چین میں چار ہفتے کے قیام کے بعد ہم نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ وہاں آزادی کی سخت کمی ہے۔ ہمارے ایک ساتھی جو اپنے ساتھ پان لے کر گئے تھے بار بار فرماتے تھے کہ یہ کیسا ملک ہے جہاں سڑکوں پر تھوک بھی نہیں سکتے۔ زیادہ دن یہاں رہنا پڑے تو زندگی حرام ہو جائے۔ ایک اور بزرگ نے فرمایا کہ یہاں کوئی دیوار ایسی نظر نہیں آئی جس پر لکھا ہو کہ ''یہاں پیشاب کرنا منع ہے'' جو اس امر کا بلیغ اشارہ ہوتا ہے کہ تشریف لایئے۔ آپ کی حوائج ضروریہ اور غیر ضروریہ کے لئے اس سے بہتر کوئی جگہ نہیں۔ ایک صاحب شاکی تھے یہاں خریداری کا لطف نہیں۔ دکاندار بھاؤ تاؤ نہیں کرتے۔ ہر چیز کی قیمت لکھی ہے کم کرنے کو کہیے تو مسکرا کر سر ہلا دیتے ہیں۔ ہوٹل کے بیروں کو بخشش لینے اور مسافروں کو بخشش دینے کی آزادی نہیں۔ بسوں اور کاروں کے اختیارات بھی بے حد محدود ہیں۔ آپ اپنی بس کو فٹ پاتھ پر نہیں چڑھا سکتے، نہ کسی مسافر کے اوپر سے گزار سکتے ہیں اور تو اور بجلی کے کھمبے سے ٹکرانے تک کی آزادی نہیں اور بھی کئی آزادیاں جو آزاد دنیا کا خاصہ ہیں وہاں مفقود نظر آئیں۔ گداگری ممنوع، نائٹ کلب ممنوع، جوئے پر قدغن، کام نہ کرنا اور مفت کی روٹیاں توڑنا خارج از امکان، لڑائی دنگا، چاقو زنی، اغوا وغیرہ کی وارداتیں اور خبریں نہ ہونے کے باعث اخبارات سخت پھیکے سیٹھے۔

ہمیں ذاتی طور پر ان آزادیوں کو برتنے کا شوق وہاں تو کیا ہوگا، یہاں بھی کبھی نہیں ہوا۔ بس ایک دو بے ضرر سی رعایتیں معاشرے سے لے رکھی ہیں جنہیں وقتاً فوقتاً استعمال کر لیتے ہیں۔ ان میں سے ایک بھول جانے اور اپنی چیزیں کھو بیٹھنے یا چوری کرانے کی بھی ہے۔ عادت سے مجبور چین میں بھی ہم نے اس سے دریغ نہ کیا۔ پیکنگ سے چلتے وقت ہم اپنا ایک پاجاما غسل خانے میں لٹکا چھوڑ آئے تھے۔ اسکی ہمیں ضرورت نہ تھی۔ ہمارے پاس اور پاجامے بھی تھے۔ لیکن بہرحال ہماری روایتی بھول سے ایسا ہوا۔ وہاں سے دوہان پہنچ کر ابھی ہم دم بھی نہ لینے پائے تھے کہ ہوٹل والوں نے ایک پیکٹ دیا جس میں ہمارا پاجاما دھلا دھلایا استری شدہ اور ایک چپل پالش اور مرمت شدہ نفاست سے لپٹی ہوئی پائی گئی۔ پاجاما ہمارا تھا اور چپل ہمارے دوست ڈاکٹر انعام الحق کی۔ وہ بولے ''ارے اسے تو میں خود ہی وہاں چھوڑ آیا تھا کہ کون اسے مرمت کراتا پھرے وہاں ہم چند پرانے رسالے اور سن ہوا نیوز ایجنسی کے بلیٹن چھوڑ آئے تھے اس لئے کہ ہمارے کام کے نہ تھے۔ ان کا پیکٹ بھی کنٹین میں آملا۔ کنٹین سے ہانگچو آتے میں ہم نے ناخن کاٹنے کے لئے ایک پرانا بلیڈ استعمال کیا اور اسے وہیں میز پر پڑا چھوڑ آئے دوسرے دن وہ ایک لفافے میں رکھا ہمیں ملا کہ ریلوے کا ایک ملازم دے گیا ہے دیکھ لیجیے آپ ہی کا ہے نا!

وفد کے لیڈر ابراہیم خان ایک روز ایک مڈل اسکول دیکھنے گئے، وہاں ان کے فونٹن پن کا کلپ یا تو گر گیا یا وہ خود پھینک آئے تھے۔ وہ بھی دوسرے روز ہوٹل کے مینیجر نے لا تھمایا کہ ایک سکول کے لڑکے آئے تھے اور دے گئے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ شنگھائی سے چلتے وقت ہم کچھ چیزیں پھینک کے آنا چاہتے تھے جن میں ایک ہیر آئل کی خالی شیشی تھی۔ ان چیزوں کو ہم نے ردی کی ٹوکری میں ڈالا اور ہوٹل کے بیرے کو بلا کر وضاحت کی کہ یہ چیزیں ہم خود چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ مزید اطمینان کے لئے ہوٹل کے مینیجر کو سمجھانا پڑا کہ یہ سامان ہم نے بلا جبر و اکراہ اور بہ رضا و رغبت پھینکا ہے۔ یہ احتیاط اس ڈر سے کی کہ کبھی ایسا نہ ہو یہ چیزیں دریافت ہوں اور ہوٹل والے ہوائی اڈے کو فون کریں کہ ان لوگوں کا جہاز روک لیا جائے اور جب تک مسافر مذکور اپنی ہیئر آئل کی شیشی وصول نہ کرلیں، جہاز پاکستان کو جانے کی اجازت نہ دی جائے۔

تعجب ہے ان پابندیوں میں چین کے لوگ کیسے زندگی بسر کرتے ہیں۔ ہم نے تو اس وقت اطمینان کا سانس لیا جب ڈھاکے کے ہوائی اڈے پر ہمارے ہوائی سفر کا بیگ ہمارے دیکھتے دیکھتے ہماری نظر سے غائب ہوا اور ہم سب نے مسافر خانے کی میزوں پر ایش ٹرے نہ پا کر اپنے اپنے سگریٹ فرش پر پھینکے اور ہمارے دوست نے غسل خانے کی دیوار پر پان کی پچکاری ماری۔

(باتیں انشاء جی کی صفحہ 379 تا 381)

❀❀❀❀❀❀❀❀

پیاز کھائیے

(مرسلہ: محمد عمر قمر۔ محمود آباد کراچی)

ایک نئی تحقیق کے مطابق پیاز کھانے سے ہم اپنی ہڈیوں کو بوسیدگی اور کمزوری سے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ سوئٹزرلینڈ کے سائنس دانوں نے پیاز میں ایک ایسے کیمیائی جزو (G.P.C.S) کا پتا لگایا ہے جو ہڈیوں کی کمزوری کی رفتار سست کر دیتا ہے۔

تجربہ گاہ میں جو تجزیہ کیا گیا اس سے پتا چلا ہے کہ یہ کیمیائی جزو (Peptide) کو پابندی سے کھایا جائے تو یہ ہڈیوں سے کیلشیم جیسی اہم ترین معدنیات کو ضائع ہونے سے روکتا ہے لیکن خیال یہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ انسانوں پر تجربے سے یہی نتیجہ برآمد ہوگا۔

تقریباً 35 سال کی عمر کے بعد ہماری ہڈیوں سے ریشے زیادہ ضائع ہوتے ہیں اور بنتے کم ہیں لہذا ہڈیوں میں کمزوری کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ ہڈیوں کی کمزوری یا بوسیدگی کا نتیجہ اکثر ہڈی ٹوٹنے اور معذور ہو جانے کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس بیماری کا خطرہ ان عورتوں کے لئے زیادہ ہو جاتا ہے جو اسٹرائڈ کارٹی سون والی دوائیں استعمال کرتی ہیں۔ تمبا کونوشی کرتی ہیں زیادہ الکحل استعمال کرتی ہیں یا جن کے خاندانوں میں یہ مرض رہ چکا ہوتا ہے۔ اس مرض کے لئے گو دوائیں موجود ہیں لیکن ان کے استعمال سے مرض جاتا نہیں بس ہڈیوں کی کمزوری کی رفتار سست ہو جاتی ہے ہڈیوں کی بوسیدگی سے بچنے کے لئے ہماری غذا کی بڑی اہمیت ہے جوانی میں اگر غذا ناقص ہو تو اس کا خمیازہ آگے چل کر بھگتنا پڑتا ہے اور بوسیدگی عظم کا خطرہ بڑھ جاتا ہے ایسے کھانے جن میں کیلشیم زیادہ ہو، ہڈیوں کی مضبوطی میں بہت اہم ہیں لیکن دیگر اجزاء بھی اہم ہو سکتے ہیں۔

(ماہنامہ ہمدرد صحت جون 2006)

دماغ لڑائیے

(مکرم محمد اشرف کاہلوں صاحب ۔فیصل آباد)

سوالات:

ا۔ ایک شخص کے تین بیٹے تھے۔ وہ اُن کے لئے بازار سے دو چادریں خرید لایا۔ باپ نے تینوں بیٹوں کو بلایا اور کہا کہ یہ دو چادریں ہیں۔تم میں سے ہر ایک اسے مہینہ میں بیس دن اوڑھے گا۔ بتائیے وہ تینوں بیٹے کس طرح چادروں کو بیس بیس دن مہینہ میں اوڑھیں گے؟

۲۔ ایک آدمی نے تین کلومیٹر سفر کرنا تھا۔ اس کے ہمراہ اس کے تین بیٹے بھی تھے اور سواری کے لئے دو گھوڑے تھے۔ وہ تینوں بیٹے سوار ہونے کے لئے جھگڑنے لگے تو ان کے باپ نے کہا کہ تم میں سے ہر ایک کو دو کلومیٹر تک سوار ہو کر جانا ہوگا۔ بتایئے وہ تینوں بیٹے کس طرح سوار ہو کر باپ کی شرط کے مطابق یہ سفر طے کریں گے؟

۳۔ ایک آدمی کے پاس تین چیزیں قابل فروخت تھیں۔ جن کا مجموعی وزن 20 کلو تھا۔ اس نے ایک چیز 50 پیسے فی کلو، دوسری 2 روپے فی کلو اور تیسری 3 روپے فی کلو کے حساب سے فروخت کر دی۔ اس طرح اس آدمی کو 20 روپے وصول ہوئے۔ بتایئے اس کے پاس اشیاء کی کتنی کتنی مقدار تھی؟

جوابات:

(ا) ایک چادر بڑا بیٹا لے گا اور دوسری درمیانی بیٹا لے گا۔10 دن کے بعد بڑا بیٹا اپنی چادر اپنے چھوٹے بھائی کو دے گا۔ درمیانی بھائی 20 دن تک مسلسل چادر استعمال میں رکھے گا۔ اور باقی 10 دن کے لئے وہ اپنی چادر بڑے بھائی کو دے دے گا۔اس طرح تینوں 20، 20 دن چادریں اپنے استعمال میں لاسکیں گے۔

(۲) سب سے بڑا اور درمیانی بیٹا گھوڑوں پر سوار ہو جائیں گے۔ایک کلومیٹر فاصلہ طے کرنے کے بعد درمیانی بیٹا اتر جائے اور چھوٹا بیٹا گھوڑے پر سوار ہو کر 2 کلومیٹر کا فاصلہ طے کر لے۔ بڑا بیٹا 2 کلومیٹر سفر طے کرنے کے بعد اتر جائے اور درمیانی بیٹا گھوڑے پر سوار ہو کر اپنی 2 کلومیٹر کی مسافت پوری کر لے۔

(۳) ایک چیز 14 کلو تھی جو 50 پیسے فی کلو کے حساب سے فروخت ہوئی اور 7 روپے وصول ہوئے۔ دوسری چیز 5 کلو تھی جو 2 روپے فی کلو کے حساب سے فروخت ہوئی اور 10 روپے وصول ہوئے۔ تیسری شے ایک کلو تھی جس کی قیمت فی کلو 3 روپے تھی۔ اس طرح مجموعی وزن بھی 20 کلو ہوا اور قیمت بھی 20 روپے۔

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہوسکتی"

(المصلح الموعود)

خدا تعالیٰ ہمیں احسن رنگ میں جماعت احمدیہ کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

منجانب

قائد ضلع و ضلعی عاملہ

ضلع سانگھڑ

فن تعمیر کا نادر نمونہ، قدیم چینی تہذیب کی یادگار

دیوار چین

(مرسلہ: مکرم عامر شہزاد صاحب۔ نبی سر روڈ سندھ)

دیوار چین شمالی چین میں واقع ہے۔ اور دنیا کا آٹھواں عجوبہ کہلاتی ہے۔ دیوار چین دنیا کی وہ واحد انسانی تخلیق ہے جو چاند سے بھی نظر آتی ہے۔ اس مشہور زمانہ دیوار کی لمبائی 2150 میل یعنی 5000 کلومیٹر ہے۔ اس کی عظمت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اس دیوار میں چنی گئی اینٹوں سے دنیا کے گرد ایک میٹر چوڑی اور پانچ میٹر اونچی دیوار تعمیر کی جائے تو نہ صرف یہ کہ یہ ایک مرتبہ پورے کرہ ارض کا چکر مکمل کرلے گی بلکہ چند اینٹیں پھر بھی بچ جائیں گی۔ یہ دیوار نیچے سے پچیس فٹ چوڑی اور اوپر سے بارہ کلومیٹر، شاخوں کے ساتھ مل کر یہ دیوار 9980 کلومیٹر یعنی 6200 میل تک چلی جاتی ہے۔ اس لحاظ سے یہ دنیا کی سب سے بڑی دیوار ہے۔

اس دیوار کی کہانی بھی عجیب ہے۔ کئی ہزار سال پہلے جب چین چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بٹا ہوا تھا تو اُن ریاستوں نے اپنی بقا اور حفاظت کے لئے پتھر اور گارے سے ایک دیوار بنائی۔ آہستہ آہستہ اس دیوار کی مختلف شاخیں پھیل کر ایک بہت بڑی دیوار بن گئی۔ اس دیوار کو پہلی بار پچیس سال کی مدت میں دس لاکھ چینیوں نے مل کر مکمل کیا۔ اس دیوار کی تعمیر میں ہزاروں جانیں موت کی آغوش میں چلی گئیں جن کی قبریں اس دیوار کے نیچے بنائی گئی ہیں۔ اس وجہ سے اسے خونی دیوار بھی کہتے ہیں۔

دیوار چین شمالی چین میں درۂ شن ہیکو آن سے شروع ہوکر مغرب میں درۂ چیوی کان کے مقام پر ختم ہوتی ہے۔ شہنشاہ اوّل چن شے ہوانگ تی نے پہلی بار اس دیوار کو 214 قبل مسیح میں مربوط کیا۔ اس کے بعد مسلسل اس دیوار کی شاخوں میں اضافہ ہوتا رہا۔ تیرہویں صدی سے سولہویں صدی تک اس دیوار کی ازسرنو تعمیر کی گئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ شمالی طرف سے منگولیا کے وحشی منگولوں کی طرف سے حملے کا خطرہ تھا لیکن اس کے باوجود جب ان وحشی تاتاریوں نے حملہ کیا تو کئی جگہوں سے دیوار کو روند ڈالا اور چین کو زیروزبر کرکے رکھ دیا۔

جنگی نقطۂ نظر کی وجہ سے اس دیوار پر کئی جگہوں پر چوکیاں اور برجیاں بنی ہوئی ہیں۔ خطرات سے نمٹنے کے لئے اور مدد حاصل کرنے کے لئے یہاں سے دھوئیں کے سگنل بھی استعمال کئے جاتے ہیں۔ یہ دیوار دارالحکومت بیجنگ سے تقریباً پچیس تیس میل کے فاصلے سے گزرتی ہے۔ اس دیوار کے ساتھ بعض مقامات پر قلعے بھی تعمیر کئے گئے ہیں۔ تاتاریوں کے حملے اور زمانے کی شکست وریخت سے اس دیوار کا بیشتر حصہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوگیا تھا جس کی مرمت کردی گئی ہے۔

آپ کبھی چین جائیں تو اس عجوبہ روزگار دیوار کو دیکھنا ہرگز نہ بھولئے گا!!

(جنگ مڈویک میگزین 5 مارچ 2003ء صفحہ 17)

۞۞۞۞۞۞

تعارف

مکرم ومحترم فرید احمد نوید صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان محترم ڈاکٹر نذیر احمد ساجد صاحب (مرحوم) سابق پرنسپل طبیہ کالج ربوہ کے بیٹے ہیں اور حضرت چوہدری مولا بخش صاحب رفیق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسل میں سے ہیں۔آپ 21 رستمبر 1970ء کو ڈگری ضلع میرپور خاص سندھ میں پیدا ہوئے۔FSc فیڈرل گورنمنٹ کالج حیدرآباد سے کیا۔1987ء میں زندگی وقف کی اور 1988ء میں جامعہ احمدیہ میں داخلہ لیا۔جامعہ احمدیہ کی تعلیم کے دوران ہی پنجاب یونیورسٹی سے گریجویشن کیا۔1994ء میں جامعہ سے شاہد پاس کرنے کے معاً بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے جامعہ احمدیہ میں استاد مقرر ہوئے اور اس خدمت کا سلسلہ تا حال جاری ہے۔ آپ کی شادی 1995ء میں مکرمہ ومحترمہ رشیقہ احمد صاحبہ بنت مکرم مغفور احمد منیب صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد (مقامی) سے جرمنی میں ہوئی۔اس وقت آپ کے دو بیٹے اور ایک بیٹی ہیں۔اللہ تعالیٰ آپ کی عمر اور صحت میں غیر معمولی برکت دے اور آپ کے دور میں مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کرتی چلی جائے۔(آمین)

Monthly
KHALID
C. Nagar
Editor:
Tariq Mahmood Tahir
December 2006
Regd. CPL # 75/FD

مکرم ومحترم فرید احمد نوید صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سال 2006-2008ء کیلئے مکرم ومحترم فرید احمد نوید صاحب کو صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان مقرر فرمایا ہے۔ حضور انور نے آنمکرم کو صدر مجلس مقرر کرتے ہوئے تحریر فرمایا:۔

"فرید نوید صاحب کو آئندہ دو سال کے لئے مقرر کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں احسن رنگ میں خدمت کی توفیق دے اور خدام الاحمدیہ کا قدم مزید بہتری کی طرف بڑھے۔"

(دستخط حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ) "اللہ ہر لحاظ سے مبارک فرمائے۔"

(تعارف اندرونی ٹائیٹل پر ملاحظہ فرمائیں)